- تصوف کے چشمۂ صافی کو کیسے ایک جوہڑ بنا دیا گیا؟
- ارباب تصوف روافض اور سبائیوں کی دسیسہ کاریوں سے کیوں آگاہ نہ ہو سکے؟
- تصوف کے اصول و مبادی کو کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھنا کیوں چھوڑ دیا گیا؟
- خانقاہیں ایزد پرستی کی درس گاہوں کے بجائے شخصیت پرستی کا مرکز کیسے بن گئیں؟

ان سب سوالوں کے جواب

اور

تصوف کی تاریخ کے حقیقت پسندانہ اور بے لاگ تجزیئے کے لئے

پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم

کی معرکۃ الآراء کتاب

''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش''

کا مطالعہ کیجئے!

عمدہ کمپیوٹر کمپوزنگ' دیدہ زیب ٹائٹل' صفحات: 124' قیمت: -/48 روپے

ملنے کا پتہ:

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

(البقرہ: ۲۶۹)

ماہنامہ

حکمتِ قرآن

لاہور

بیادگار، ڈاکٹر محمد رفیع الدین ایم اے پی ایچ ڈی ڈی لٹ مرحوم

مدیر اعزازی: ڈاکٹر ابصار احمد ایم اے ایم فل پی ایچ ڈی

معاون: حافظ عاکف سعید ایم اے (فلسفہ)

ادارۂ تحریر: حافظ خالد محمود خضر، پروفیسر حافظ نذیر احمد ہاشمی

جلد ۲۰ | رجب المرجب ۱۴۲۲ھ — اکتوبر ۲۰۰۱ء | شمارہ ۱۰

یکے از مطبوعات

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

۳۶۔ کے۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور ۱۴۔ فون: ۵۸۶۹۵۰۱

کراچی آفس: داؤد منزل متصل شاہ ابجری، شاہراہ لیاقت کراچی فون: ۲۲۹۵۸۱

سالانہ زرِ تعاون: 100 روپے فی شمارہ: 10 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

معرکۂ روح و بدن

افغانستان پر امریکی حملے سے پیدا ہونے والی صورت حال نے محض مسلمانانِ افغانستان و پاکستان ہی کو متاثر نہیں کیا' پورا عالم اسلام شدید طور پر متاثر ہوا ہے اور مسلمانانِ عالم پر بالعموم ایک صدمے اور اشتعال کی کیفیت طاری ہے۔ اس حوالے سے ہم نے حال ہی میں ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' کے لئے جو ادارتی کلمات لکھے تھے وہی قارئین حکمت قرآن کی نذر ہیں:

''قوت و طاقت کے نشے میں بدمست' دنیا کی سب سے بڑی جنگی قوت ہونے کے دعویدار امریکہ نے بالآخر ے اکتوبر کو افغانستان پر بزدلانہ حملے کا آغاز کر دیا...... شاہ سے بڑھ کر شاہ کا وفادار' وزیراعظم برطانیہ بھی اس مہم جوئی میں امریکہ کے شانہ بشانہ شریک ہے...... مبینہ طور پر دہشت گردی اور دہشت گردوں کے خاتمے کے ''نیک عزائم'' کے ساتھ شروع ہونے والی یہ ''مبارک مہم'' درحقیقت عالمی دہشت گرد اسرائیل اور اس کے سب سے بڑے آلۂ کار امریکہ کی جانب سے تاریخ انسانی کی عظیم ترین دہشت گردی کا ننگا اظہار ہے۔ یہ ایک ایسے ملزم کے خلاف کارروائی ہے جس کے خلاف جرم کا ثابت ہونا تو دور کی بات ہے' وہ کم سے کم شواہد بھی دستیاب نہیں ہو سکے کہ جن کی بناء پر کسی عالمی عدالت کا کنڈا ہی کھٹکھٹایا جا سکتا ہو۔ لیکن ''زبردست کا ٹھینگا'' کے مصداق ایسے بے گناہ ملزم اور اسے پناہ دینے والے بااصول' غیور اور جذبات ایمانی سے معمور افغانوں کے خلاف جس بڑے پیمانے پر جنگی کارروائی کا آغاز کیا گیا ہے اور پہلے سے تباہ حال افغانستان کو مزید تباہ و برباد کرنے کی خاطر اسے جس درجہ شدید گولہ باری کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ اندھے کی لاٹھی کی مانند اس وحشیانہ بمباری کی زد میں آ کر عام افغان شہری بھی ہلاک و زخمی ہو رہے ہیں' اسے اگر ظلم و بربریت' دھاندلی و دھونس اور بے اصولی و ناانصافی کا عظیم ترین شاہکار اور تاریخ انسانی کا شرمناک ترین واقعہ قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ساری کارروائی کا ماسٹر مائنڈ وہ سازشی یہودی ذہن ہے جو اس وقت روئے ارضی پر ابلیس لعین اور شیطان مردود کا سب سے بڑا ایجنٹ ہے اور جس کی شیطنت خود ابلیس کو بھی مات دے گئی ہے...... لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ کرہ ارض پر یہود کے سب سے بڑے دشمن عیسائی بھی آج دنیا کو درپیش اس معرکۂ روح و بدن میں یہودیوں کے ہمنوا اور ہم مشرب ہی نہیں' تابع مہمل بنے ہوئے ہیں...... یہود و نصاریٰ کا ایسا گٹھ جوڑ چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بظاہر یہ دونوں ایک دوسرے کے دوست اور حمایتی ہیں لیکن فی الحقیقت یہودی سازشی عنصر عیسائی دنیا پر اس درجے مسلط ہے کہ پورا عالم عیسائیت ان کے

(باقی صفحہ ۶۴ پر)

درس ۱۹

اِعراض عنِ الجہاد کی پاداش

نفاق

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

(۴)

اگلی دو آیات میں عبداللہ بن اُبی کا وہ قول نقل کیا گیا جس سے اس کا خبثِ باطن جھلکتا تھا۔ اس طرح گویا تصدیق ہوگئی حضرت زید بن ارقمؓ کی کہ انہوں نے عبداللہ بن اُبی پر جو الزام لگایا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ فرمایا: ﴿ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ﴾ ''یہی وہ لوگ ہیں کہ جو کہتے ہیں مت خرچ کرو اُن پر جو اللہ کے رسول کے ساتھ ہیں' یہاں تک کہ منتشر ہو جائیں!'' —— یہ لوگ تمہارے چندوں اور تمہارے صدقات پر پل رہے ہیں۔ یہ ساری ہمہ ہمی اور ساری شوراشوری درحقیقت تمہارے اس ایثار اور انفاق کی بنیاد پر ہے۔ تم اگر ہاتھ روک لو تو یہ سب چلتے پھرتے نظر آئیں گے' یہ بھیڑ چھٹ جائے گی۔ جواباً فرمایا: ﴿ وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ ''حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں''۔ یعنی یہ ان کی نری خام خیالی ہے کہ مہاجرین کو رزق وہ فراہم کرتے ہیں' لیکن ان منافقین کو کون سمجھائے ﴿وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ٥﴾ یہ بات اس سے پہلے آیت ۳ کے ذیل میں بھی گزر چکی ہے کہ یہ لوگ فہم و شعور سے عاری ہو چکے ہیں۔ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

لَا یَفْقَھُوْنَ ٥﴾

اگلی آیت میں بھی عبداللہ بن اُبی ہی کا ایک قول نقل ہوا ہے۔فرمایا: ﴿یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ ﴾ ''انہوں نے کہا کہ اگر اس دفعہ ہم مدینہ لوٹ گئے (یعنی اگر ہم بخیر و عافیت واپس پہنچ گئے) تو یہ بات طے شدہ سمجھو کہ عزت دار لوگ (مراد ہے اہل مدینہ یعنی اوس وخزرج) ان بے وقعت لوگوں کو (یعنی مہاجرین مکّہ) کو نکال باہر کریں گے''۔ یہ روز روز کا جھگڑا اسی صورت میں ختم ہو سکتا ہے کہ مدینہ کے باعزت باشندے اپنی سرزمین سے ان لٹے پٹے مہاجرین کو بے دخل کر دیں۔اس گستاخی اور جسارت پر سرزنش کے انداز میں فرمایا: ﴿ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥﴾ ''حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ عزت تو کُل کی کل اللہ کے لئے ہے' اس کے رسول کے لئے ہے اور اہل ایمان کے لئے ہے' لیکن منافقین کو اس کا علم نہیں ہے''۔ وہ اپنی نادانی میں یہ سمجھ رہے ہیں کہ عزت دار وہ خود ہیں' جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

یہاں اس سورۂ مبارکہ کا پہلا رکوع ختم ہوتا ہے۔اس میں گویا کہ مرضِ نفاق' اس کی علامات' اس کا نقطۂ آغاز' اس کا سبب' اس کے مختلف مراتب و مدارج' اس کی ہلاکت خیزی' یہ تمام چیزیں زیرِ بحث آ گئیں۔

دوسرے رکوع کی تین آیات میں ایک عجیب ترتیب نظر آتی ہے۔جس طرح کہ طب میں ایک مرض کے علاج کی دو شکلیں ہیں۔ایک حفاظتی (Preventive) قسم کا علاج ہے اور دوسرا معالجاتی (Curative) طرز کا۔یعنی ایک تو وہ تدابیر ہیں کہ جن سے اس مرض کی چھوت سے بچا جا سکے۔اور دوسرے یہ کہ اگر وہ مرض لاحق ہو جائے' اس کی چھوت لگ جائے تو پھر اس کا مداوا اور اس کا چھٹکارا حاصل کرنے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔ یہاں دیکھئے کہ مرضِ نفاق کے علاج کے ضمن میں یہ دونوں پہلو سامنے آ رہے ہیں۔

نفاق سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر

دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں حفاظتی تدبیر کا بیان ہے۔فرمایا: ﴿ یٰٓاَیُّھَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''اے اہل ایمان! تمہیں غافل نہ کر دیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے''۔ نفاق سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ کو کثرت سے یاد رکھو' اس کی یاد کو اپنے دل میں مستحضر رکھو۔ وہی ذکرِ الٰہی جس کے لئے نماز کا نظام قائم کیا گیا ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ دن رات میں پانچ مرتبہ اپنے معمولات میں سے نکل کر ایمان کو تازہ کرتے رہو۔ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ عہد کا یہ سلسلہ برقرار رہنا چاہئے۔ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت تجدیدِ ایمان کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ غور کیجئے! ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾ سے ایمان باللہ کی تجدید ہوگئی' ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ﴾ سے ایمان بالمعاد یعنی ایمان بالآخرت ازسرِ نو تازہ ہو گیا' ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ سے اس عہد کی تجدید ہو گئی جو بندے اور ربّ کے درمیان ہے۔ تو نماز درحقیقت ذکرِ الٰہی کی انتہائی مؤثر اور جامع صورت ہے۔ لیکن اصل میں مقصود یہ ہے کہ استحضار اللّٰہ فی القلب کی یہ کیفیت دائم ہو جائے' مستقل ہو جائے۔

صوفیاء نے اس معاملے کو خصوصی طور پر اپنا موضوع بنایا اور اسے اپنی آخری منطقی انتہا تک پہنچایا ہے۔ پاسِ انفاس کی مسلسل ریاضت اور مشق سے یہ کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ ذکر کا معاملہ ہر سانس کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی سانس غفلت میں نہ نکلے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پیارے انداز میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہر سانس جب انسان کے اندر جاتا ہے تو موجبِ تقویت بنتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو باعث تصفیہ ہوتا ہے۔ جسم کے بہت سے خراب بخارات کو لے کر وہ باہر نکلتا ہے اور انسان کے اندرونی نظام کی صفائی کا ذریعہ بنتا ہے۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں: ''پس بر ہر نفس دو شکر واجب است'' کہ پس ثابت ہوا کہ ہر سانس پر دو مرتبہ اللہ کا شکر لازم ہے۔ بہرکیف ان چیزوں میں کچھ مبالغہ نظر آئے تب بھی یہ بات جان لیجئے کہ دوامِ ذکر کے لئے شعوری کوشش کرتے رہنا انسان کیلئے ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہ نفاق سے بچنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

اس سے پہلے سورۃ الجمعہ کے درس میں اشارہ کیا جا چکا ہے کہ دوامِ ذکر کی ایک

نہایت مفید اور قابل عمل صورت یہ ہے کہ انسان ''ادعیۂ ماثورہ'' کا التزام کرے۔ یعنی نبی اکرم ﷺ کی وہ دعائیں جو آپؐ زندگی کے مختلف اعمال وافعال کرتے ہوئے مانگا کرتے تھے اور اس طرح آپؐ کی زبان پر اللہ کا ذکر دعاؤں کی صورت میں جاری رہتا تھا۔ روز وشب کے معمولات کو ادا کرتے ہوئے قدم قدم پر آنحضور ﷺ سے دعا ثابت ہے۔ آئینے میں اپنی صورت دیکھی ہے تو ساتھ ہی دعا زبان پر آ جاتی ہے' جوتے پہن رہے ہیں تو دعا ہے' سواری پر داہنا پاؤں آگے بڑھا کر چڑھ رہے ہیں تو دعا ہے' اتر رہے ہیں تو دعا ہے' گھر سے نکلے ہیں تو دعا ہے۔ گویا کہ زندگی کے ہر ہر کام کو انجام دیتے ہوئے دعا کی صورت میں اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے۔ اس سے معمولات میں قطعاً کوئی خلل واقع نہیں ہوتا' انسان اپنی زندگی کی مصروفیات میں مشغول رہتے ہوئے بھی ذہن اور قلب کا رشتہ اللہ کے ساتھ برقرار رکھ سکتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ انسان کے دل پر اپنی تھوتھنی جمائے رکھتا ہے جس سے وہ وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾ جب تک انسان اللہ کو یاد رکھتا ہے وہ پیچھے دبکا رہتا ہے اور وسوسہ اندازی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اِس آخری سورۃ میں شیطان کے لئے ''خناس'' کا لفظ آیا ہے۔ ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ خنس کہتے ہیں پیچھے ہٹنے کو۔ جب انسان اللہ کو یاد کر رہا ہو' اس کا دل یادِ الٰہی سے آباد ہو تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے' لیکن منتظر رہتا ہے کہ جیسے ہی دل پر غفلت طاری ہو جائے تو وہ پھر دل پر اپنا تسلط جمائے اور اپنی تھوتھنی رکھ کر پھونکیں مارنی شروع کر دے! لہٰذا کوشش کرو کہ تمہارا کوئی وقت' کوئی لمحہ یادِ الٰہی سے اور ذکرِ الٰہی سے خالی نہ ہو۔ یہ ہے مرضِ نفاق سے بچاؤ کی تدبیر۔ یہ ہے وہ حفاظتی ٹیکہ جو نفاق کی چھوت سے انسان کو محفوظ رکھے گا۔

آیت زیر بحث کے الفاظ کو ذہن میں لایئے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ﴾ یہاں دو چیزوں کو معین کیا گیا ہے کہ جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرنے کا باعث بنتی ہیں' یعنی مال اور اولاد۔ یہ وہ بات ہے جو ہم سورۃ التغابن میں

اس سے قبل پڑھ چکے ہیں۔ گو ہمارے منتخب نصاب میں سورۃ التغابن پہلے ہے اور سورۃ المنافقون کا نمبر بہت بعد میں آتا ہے تاہم مصحف میں سورۃ التغابن اس سورۃ المنافقون کے معاً بعد آتی ہے۔ اس اعتبار سے یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ یہی مضمون آگے چل کر سورۃ التغابن میں نہایت واضح شکل میں بایں الفاظ آیا ہے: ﴿اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''جان لو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد ہی ذریعۂ آزمائش ہیں''۔ یہی تو وہ کسوٹی ہے جس پر تمہیں پرکھا جارہا ہے۔ آیا ان کی محبت اس درجے دل پر مسلط ہوگئی ہے کہ ساری بھاگ دوڑ بس انہی کے لئے ہورہی ہے؟ یا یہ کہ اللہ کی یاد دل میں تازہ ہے' اپنی زندگی کی اصل منزل یعنی آخرت ذہن میں مستحضر ہے' اصل توجہ اپنے خالق و مالک اور آقا کی طرف ہے؟ یہی تو وہ کسوٹی ہے جس پر تم جانچے اور پرکھے جا رہے ہو۔ چنانچہ متنبہ کر دیا گیا کہ اے اہل ایمان! دیکھنا' تمہیں یہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔

یہ مضمون اس سے پہلے سورۂ نور میں بھی آچکا ہے۔ وہاں اللہ کے کچھ نیک بندوں کی تعریف میں مثبت انداز میں یہ بات آئی تھی: ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ وہ جواں مرد' وہ باہمت لوگ جنہیں کوئی کاروبارِ دُنیوی' کوئی تجارت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ اور اگر کوئی شخص ان چیزوں کی محبت سے مغلوب ہو کر اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا تو اس کے بارے میں فرمایا: ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾ ''یہی ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں''۔

نفاق کا علاج: انفاق

یہ تو ہوئی حفاظتی تدبیر جس کو ایک لفظ میں اگر بیان کریں تو وہ ہے ''دوامِ ذکرِ الٰہی''! لیکن اگر کہیں اس مرض کی چھوت لگ گئی ہو تو اس بارے میں جو تجزیہ ہم کر چکے ہیں اس کی رُو سے اس کا اصل سبب ہے مال و دولت دنیا کی محبت! یہی وہ محبتیں ہیں جو انسان کو نفاق کے راستے پر ڈالتی ہیں۔ اللہ کی راہ سے انسان اگر رکتا ہے تو اصل میں انہی محبتوں کے باعث۔ لہٰذا اب اس کا علاج اسی طور پر ہوگا کہ مال کی محبت کو دل سے کھرچنے کی کوشش کی جائے۔ انسان چاہتا ہے کہ اس مال کو جو اسے بہت محبوب ہے'

روک روک کر اور سینت سینت کر رکھے۔ سورۃ المعارج میں ہم پڑھ چکے ہیں: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝﴾ کہ انسان بہت ہی تھڑ دلا پیدا کیا گیا ہے' جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو واویلا کرتا ہے اور جب خیر پہنچتا ہے' مال میسر آتا ہے تو اسے روک روک کر رکھتا ہے۔ یہ انسان کی طبیعت ہے۔ اسی سے اس کے دل کی کلی کھلتی ہے۔ لہٰذا فرمایا: ﴿وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ ''خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا' اس سے پہلے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ پہنچے''۔ اس مال کو صرف کرو' اس کو خرچ کرو' اللہ کی راہ میں لگا دو۔ اس طرح قلب کی صفائی ہوگی' مال کی محبت کا زنگ دھلے گا' اسی سے تزکیہ ہوگا۔ سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات میں بھی یہ مضمون آ چکا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝﴾ تزکیۂ عمل' تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے لئے درحقیقت سب سے مؤثر تدبیر یہی ہے کہ اس مال کو اللہ کی راہ میں لگاؤ اور خرچ کرو۔ اسی کا نام ہے انفاق فی سبیل اللہ۔

یہاں ایک بات اور نوٹ کر لیجئے کہ انفاق کے بارے میں عام تصور تو یہی ہے کہ اس سے مراد ہے انفاقِ مال' اور قرآن مجید میں بھی اکثر و بیشتر مال کے صرف کرنے کے لئے ہی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن انفاق کا لفظ' جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے' عام ہے اور اس کے مفہوم میں خاصی وسعت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ نَفَقَتِ الدَّرَاهِمُ کی طرح نفق الفرس بھی مستعمل ہے۔ گویا کسی کام میں اپنی جان' اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو کھپانا اور اوقات کا صرف کرنا' انفاق کا لفظ ان سب کو محیط ہے۔ اس لئے کہ رزق بھی ایک نہایت وسیع اصطلاح ہے۔ انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ اس کا رزق ہے۔ اس کا نصیب' اس کی ذہانت' اس کی صلاحیتیں' یہ سب رزق میں شامل ہیں۔ کوئی بھاگ دوڑ زیادہ کر سکتا ہے' کوئی منصوبہ بندی بہتر کر سکتا ہے۔ آج کے دور میں علمِ معاشیات نے جو وسعت اختیار کی ہے' اس کے اعتبار سے اب یہ بات معروف ہے کہ یہ سب چیزیں capital یعنی سرمایہ شمار ہوتی ہیں۔ انہی صلاحیتوں سے تو سرمایہ کمایا جاتا ہے۔ یہ interconvertible ہیں۔ لہٰذا انفاقِ مال میں بذلِ نفس یعنی انفاقِ

نفس بھی شامل ہے۔ جو کچھ انسان کو دیا گیا ہے اس میں سے ایک قابل ذکر حصہ اللہ کی راہ میں لگائے اور کھپائے۔ یہ گویا کہ علاجِ بالضد ہے کہ جس چیز سے محبت ہے اسی کو خرچ کرو اور اللہ کے راستے میں لگا دو۔

یہی بات چوتھے پارے کے آغاز میں بیان ہوئی ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ کہ تم نیکی اور وفاداری کا مقام حاصل کر ہی نہیں سکتے جب تک کہ خرچ نہ کرو وہ چیز جو تمہیں محبوب ہے' جسے تم پسند کرتے ہو۔ یہی بات آیۃ البر میں ایک مختلف اسلوب میں بیان ہوئی ہے: ﴿وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ﴾ کہ انسان مال کو خرچ کرے اس کی محبت کے علی الرغم۔

حسرت بوقتِ مرگ

یہاں سورۃ المنافقون کے آخری حصہ میں نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ایک بڑا حسرت کا وقت آئے گا جب انسان کفِ افسوس ملے گا کہ اے کاش! میں اس مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر سکتا۔ آج یہ لوگ دونوں ہاتھوں سے مال جمع کر رہے ہیں' گھروں کی آرائش و زیبائش پر بے تحاشا خرچ ہو رہا ہے' ان میں نا معلوم کہاں کہاں سے فرنیچر اور کراکری جمع کی گئی ہے' یہ سب چیزیں انسان کو بڑی محبوب ہیں ﴿وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا﴾ (التوبہ: ۲۴) لیکن ایک وقت آئے گا جس کے بارے میں سورۃ القیامہ میں ہم پڑھ چکے ہیں ﴿وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ﴾ کہ وہ فراق کا وقت ہوگا۔ مال و دولت اور جائیداد' سب کو چھوڑ کر جانا ہوگا' یہاں سے نکلنا ہوگا' اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے بھی تعلق منقطع ہو کر رہے گا' اہل و عیال سے بھی جدا ہونا پڑے گا' اُس وقت انسان حسرت سے کہے گا: ﴿رَبِّ لَوْ لَا اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ﴾ کہ اے ربّ! کیوں نہ تُو نے مجھے ذرا اور مہلت دے دی! تُو اگر ذرا اس وقت کو ٹال دے تو ﴿فَاَصَّدَّقَ﴾ پھر میں یہ سب کچھ تیری راہ میں دے دوں' سارا مال صدقہ کر دوں ﴿وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝﴾ اور میں بالکل سچائی اور صداقت کی راہ اختیار کر لوں۔ کاش مجھے تھوڑی سی مہلت اور مل جاتی تو میں صالحین میں سے ہو جاتا!! اس وقت بس یہی ایک حسرت ہوگی' لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ کی یہ سنّتِ ثابتہ ہے کہ جب کسی کا وقتِ معیّن

آ جائے تو پھر اسے مؤخر نہیں کیا جاتا۔ ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا﴾ امتحان کا وقت ختم ہو چکا' اب تو نتیجے کے نکلنے کا انتظار کرو! — اور آخری تنبیہہ کر دی گئی کہ ﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ ''اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو''۔ اس وقت کی یہ جزع فزع اور نالہ وشیون بھی فی الحقیقت منافقانہ ہوگی۔ اگر کہیں بالفرض کوئی مہلت مل بھی جائے تو پھر دوبارہ مال کی محبت عود کر آئے گی اور پھر تم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کنی کتراؤ گے۔

منافقت سے متعلق بنیادی اور تمہیدی مباحث پر گفتگو کرتے ہوئے ہم نے سورۃ التوبہ کی وہ آیت پڑھی تھی جس میں واضح نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کچھ لوگ ہیں کہ جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ اگر ہمیں کشادگی اور غنا عطا فرمائے اور مال و دولت سے نوازے تو ہم اس کی راہ میں صدقہ وخیرات کریں گے' لیکن جب اللہ نے انہیں وہ سب کچھ دے دیا جو انہوں نے مانگا تھا تو اب وہ اس میں بخل سے کام لے رہے ہیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات پر آمادہ نہیں ہیں۔ فرمایا: ﴿فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ تو اس بدعہدی کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا۔ تو اللہ ان منافقین کے ظاہر اور باطن دونوں سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر کہیں بالفرض انہیں مہلت مل جائے تو پھر بھی یہ وہی کچھ کریں گے۔ جیسے کہ سورۃ الانعام میں فرمایا: ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ کہ اگر ان کو لوٹا دیا جائے' ایک موقع اور دے دیا جائے تب بھی یہ ان حرکتوں کا اعادہ کریں گے جن سے انہیں روکا جاتا ہے۔ یقیناً یہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربِّ العالمین

ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ میں پاکستان ٹیلی ویژن پر پیش کیا جانے والا سلسلۂ تقاریر

رسول کامل ﷺ

مقرر : ڈاکٹر اسرار احمد

(۱۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں اور نبویؐ مشن کی تکمیل اور ہمارا فرض

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

"پس جو لوگ ایمان لائے اُن (نبی کریم ﷺ) پر اور جنہوں نے اُن کی توقیر و تعظیم کی اور جذبۂ احترام کے ساتھ ان کی مدد و حمایت کی (ان کے کام اور ان کے مشن میں ان کے دست و بازو بنے اور ان کے فرضِ منصبی کی تکمیل میں اپنی قوتوں' صلاحیتوں اور توانائیوں کو کھپایا) اور جنہوں نے اس نور کا اتباع کیا جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے (یعنی قرآن مجید) تو یہی لوگ ہیں جو (اللہ کے ہاں) فلاح پانے والے (کامیاب و کامران اور رشاد کام ہونے والے) قرار پائیں گے"۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ)) قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ: ((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ)) (مسلم)

اُمّتِ مُسلمہ اس وقت جس صورت حال سے دوچار ہے' اس کی تفصیل میں جانے کی چنداں احتیاج نہیں ہے۔ ہر صاحب نظر آگاہ ہے کہ عزت و وقار اور سربلندی گویا کہ ہم سے چھین لی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ معاف فرمائے' واقعہ یہ ہے کہ جو مغضوب علیہم

قوموں کا نقشہ قرآن مجید میں کھینچا گیا ہے' مختلف اعتبارات سے وہی نقشہ آج ہمیں اپنے اوپر منطبق ہوتا نظر آرہا ہے۔ افتراق ہے' باہمی خانہ جنگیاں ہیں' اختلافات ہیں۔ وحدتِ اُمت جو مطلوب ہے تو اس کا شیرازہ پارہ پارہ ہو چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس صورتِ حال کا حل کیا ہے؟ اس کے لئے ہم کس طرف رجوع کریں؟ اس کا جواب اگر ایک جملے میں جاننا چاہیں تو وہ یہ ہے کہ خلوص اور اخلاص کا رشتہ اور وفاداری کا تعلق از سر نو اللہ سے' اس کی کتاب سے' اس کے رسول ﷺ سے استوار کیا جائے اور صحیح بنیادوں پر قائم کیا جائے۔

ابھی جو حدیث میں نے آپ کو سنائی اس کی رو سے نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا:
"دین تو بس خیر خواہی' خلوص و اخلاص اور وفاداری کا نام ہے"۔ پوچھا گیا کہ حضورؐ! کس کی وفاداری' کس سے خلوص و اخلاص؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "اللہ سے' اس کی کتاب سے' اس کے رسولؐ سے' مسلمانوں کے رہنماؤں اور قائدین سے اور عامۃ المسلمین سے"۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص و اخلاص کا جہاں تک تعلق ہے تفصیل میں جانے کا موقع نہیں ہے' وہ ایک لفظ میں ادا کیا جا سکتا ہے: التزامِ توحید اور شرک سے اجتناب۔ شرک کی ہر نوعیت سے' ہر شائبہ سے اپنے آپ کو پاک کر لیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری ہے۔ اگرچہ کام آسان نہیں' بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہیں تصویریں

جہاں تک قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خلوص و اخلاص کا معاملہ ہے تو یہ درحقیقت دو چیزیں نہیں' ایک ہی ہیں۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ قرآن مجسم ہیں' قرآن حکیم مصحف ہے' قرآن متلو ہے اور آنحضور ﷺ قرآن مجسم ہیں۔ جیسے کہ فرمایا اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب ان سے فرمائش کی گئی کہ ہمیں حضور ﷺ کی سیرت بتائیے۔ آپؓ نے سوال کیا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اور جب جواب اثبات میں آیا تو آپؓ نے فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ "حضور ﷺ کی سیرت قرآن ہی تو ہے"۔

اب ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خلوص اور اخلاص کے تقاضے

کیا ہیں۔ آنحضور ﷺ کے ساتھ ہماری وہ نسبت کیسے قائم ہو سکتی ہے جس کے بارے میں علامہ اقبال نے سادہ ترین الفاظ میں تو یوں کہا ہے کہ ؎

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں!

اور بڑے پُر شکوہ انداز میں کہا ؎

بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں چار ہیں۔ آیت زیر مطالعہ کا پس منظر بڑا عجیب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے اور اپنی قوم کے لئے بارگاہِ خداوندی میں رحمت کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا : میری ایک رحمت تو عام ہے جو تمام مخلوقات کے لئے کھلی ہوئی ہے' اور جو میری رحمتِ خصوصی ہے تو اسے میں نے مخصوص کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے جو میرے نبی اُمی سے اپنا صحیح تعلق قائم کریں گے۔ وہ تعلق کیا ہے؟ اس کو سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۷ کے آخری حصے میں ان الفاظِ مبارکہ میں بیان کر دیا جس کی مَیں نے آغازِ کلام میں تلاوت کی تھی کہ :

﴿ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ ﴾

"جو لوگ ان پر ایمان لائیں گے' ان کی تعظیم کریں گے' ان کی نصرت و حمایت کریں گے اور جو نور ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کریں گے وہ ہوں گے اصل معنی میں کامیاب (اور میری رحمت خصوصی انہی لوگوں کے حصے میں آئے گی)"۔

اس آیۂ مبارکہ کی روشنی میں غور کیا جائے تو حضور ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کی چار بنیادیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔

سب سے پہلی بنیاد ہے تصدیق و ایمان۔ یہ تصدیق کرنا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے جو کچھ فرمایا اپنی طرف سے نہیں فرمایا' بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو وحی فرمایا اسی کو نوعِ انسانی کے سامنے پیش فرمایا :

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○﴾ (النجم: ۳'۴)

"اور ہمارا نبی اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا' یہ تو ایک وحی ہے جو اُن پر کی جاتی ہے"۔

اب اس ضمن میں یہ جاننا چاہئے کہ اس ایمان اور تصدیق کے دو درجے ہیں' ایک اقرارؒ باللسان یعنی زبانی اقرار کا درجہ ہے۔ اس سے انسان اسلام کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ قانونی ضرورت پوری ہو جاتی ہے جو اُمتِ محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شامل ہونے کے لئے لازمی اور ضروری ہے' لیکن اصلی ایمان "تصدیقؒ بالقلب" کا نام ہے۔ جب آنحضور ﷺ کی رسالت پر' آپؐ کی نبوت پر دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہو جائے تو یہ ہے ایمانِ مطلوب۔ اس کے بغیر جو دوسرے حقوق ہیں نبی اکرم ﷺ کے وہ ہم ادا نہیں کرسکتے' پھر زبانی کلامی تعلق رہے گا جیسے کہ اللہ معاف فرمائے ہماری عظیم اکثریت کافی الواقع ہے۔

دوسرا تعلق ہے تعظیم و محبت۔ یہ لازمی تقاضا ہے یقین قلبی کا۔ اگر یہ یقین ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو آپؐ کی ایک عظمت کا نقش قلب پر قائم ہوگا اور آپ کی محبت دل میں جاگزیں ہوگی۔ جیسے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ))

"تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے محبوب تر نہ ہو جاؤں اس کے اپنے باپ سے' اس کے اپنے بیٹے سے اور تمام انسانوں سے"۔

یعنی اگر ایک مؤمن کے دل میں آنحضور ﷺ کی محبت اپنے تمام اعزہ و اقارب اور تمام انسانوں سے بڑھ کر جاگزیں ہوئی ہے تو وہ حقیقتاً مؤمن ہے۔ اس حدیث میں باپ اور بیٹے کے ذکر نے تمام عزیزوں' رشتہ داروں' قبیلوں اور قوموں کا احاطہ کرلیا ہے۔ ان الفاظ میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ بات واضح نہ ہو' بلکہ صاف صاف اور دو ٹوک انداز سے ارشاد ہوا کہ حقیقی ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ حضور ﷺ ایک بندۂ مؤمن کو دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب تر ہو جائیں ۔

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

تعظیم ظاہری بھی مطلوب ہے اور قلبی بھی۔ اسی طرح محبت کا زبانی بھی اظہار ہو اور دل میں بھی جاگزیں ہو اور اس کا سب سے بڑا مظہر ہے حضور ﷺ پر درود بھیجنا۔ جس کے بارے میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی دعا کُل کی کُل حضور ﷺ پر درود بھیجنے پر مشتمل کردے تو اس کا مقام اور مرتبہ کہیں زیادہ ہو گا اس سے کہ وہ اللہ سے خود اپنے لئے کوئی سوالات کرتا رہے۔

ان پہلی دو بنیادوں کا لازمی نتیجہ آنحضور ﷺ کی اطاعت اور آپؐ کا اتباع ہے۔ ظاہر بات ہے جب آپؐ کو اللہ کا رسول مانا تو اب آپؐ کے حکم سے سرتابی چہ معنی دارد؟ آپؐ کا ہر حکم سر آنکھوں پر ہو گا۔ اس میں تو البتہ انسان تحقیق کا حق رکھتا ہے کہ واقعتاً محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے یا نہیں' لیکن جب طے ہو جائے کہ یہ آپؐ کا فرمان ہے' یہ آپؐ کا حکم ہے تو اب چون و چرا کا کوئی سوال نہیں۔ اب تو اطاعت کرنی ہو گی۔ اور اطاعت بھی کیسی! وہ اطاعت جس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا :

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾

(النساء:٦٥)

"پس نہیں' آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ ہرگز مؤمن نہیں ہیں جب تک اپنے نزاعات میں آپ ہی کو حَکم نہ مانیں اور جو کچھ آپ فیصلہ فرمائیں اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ آپؐ کے فیصلے کے آگے دل کی پوری آمادگی اور خوشی کے ساتھ سرِ تسلیم خم کر دیں"۔

یہی بات آنحضور ﷺ نے فرمائی :

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ))

"تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہو جائے جو مَیں لے کر آیا ہوں"۔

جب اطاعت کے ساتھ محبت کی شیرینی شامل ہو جائے تو اس طرزِ عمل کا نام ہے "اتّباع"۔ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ظاہر ہے کہ اطاعت تو ان احکام کی ہو گی جو حضور ﷺ نے دیئے ہوں۔ لیکن اِتّباع ان تمام اعمال و افعال کا ہو گا جن کا صدور و ظہور ہوا نبی

اکرم ﷺ سے ــــــ چاہے اس کو کرنے کا حکم حضور ﷺ نے بالفعل نہ دیا ہو۔ اس اتباع کا قرآن مجید میں جو مقام ہے وہ بھی سن لیجئے۔ سورۂ آل عمران آیت ۳۱ میں فرمایا :

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ﴾

"اے نبیؐ! ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو ڈھانپ لے گا"۔

اس آیت کریمہ سے اتباعِ رسول کی یہ اہمیت سامنے آتی ہے کہ اللہ سے محبت کا دعویٰ ہے تو جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع لازم ولابدی ہے۔ اس اتباع کا ایک نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ اللہ ہم سے محبت فرمائے گا اور دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم اس کی مغفرت و عفو کے مستحق قرار پائیں گے۔ اس سے زیادہ ایک بندۂ مؤمن کی خوش بختی کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ کا محبوب اور اس کی مغفرت کا سزاوار بن جائے۔

آنحضور ﷺ کے ساتھ ہمارا تیسرا تعلق جسے یوں کہئے کہ یہ عروج ہے حضور ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کا' وہ ہے آپؐ کی تائید و نصرت۔ حضور ﷺ ایک مشن لے کر تشریف لائے تھے۔ حضور ﷺ کا مقصد بعثت عالمی سطح پر ہنوز شرمندۂ تکمیل ہے ؎

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دورانِ خلافت راشدہ اس عمل کو جہاں تک پہنچایا تھا ہم اپنی بے عملیوں کے طفیل وہ اثرات بھی ختم کر چکے ہیں۔ اب تو از سرنو پیغامِ محمدیؐ کی نشرو اشاعت کرنی ہے۔ پیغام محمدیؐ کو پہنچانا ہے تمام اقوام و ملل عالم تک اور از سرنو اللہ کے دین کو فی الواقع قائم' نافذ اور غالب کرنا ہے پورے کرۂ ارضی پر۔ اور اس کے لئے پہلے جہاں بھی اللہ توفیق دے' جس خطۂ ارضی کی قسمت جاگے کہ وہ اس عہد حاضر میں انقلابِ محمدیؐ کا سب سے پہلا Base قرار پائے تو اس ملک کی خوش بختی اور خوش نصیبی پر تو واقعتاً رشک کیا جانا چاہئے۔

یہ ہے وہ فریضۂ منصبی جو اُمت کے حوالے کیا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ کا مشن زندہ و

تابندہ ہے۔ حضور ﷺ گویا کہ اب بھی پکار رہے ہیں:

﴿ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ ﴾

"کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟"

یعنی کون ہے جو میرے پیغام کی نشرو اشاعت کا کام کرے' میرے دین کا علمبردار بن کر کھڑا ہو اور پورے کرۂ ارضی پر اس کا جھنڈا سربلند کرنے کے لئے تن من دھن لگانے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

اسی کے ضمن میں آخری بات آتی ہے اس آیۂ مبارکہ میں کہ اس عمل کا ذریعہ کیا ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا تو آلۂ انقلاب تھا قرآنِ حکیم ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

﴿ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ﴾ (الجمعة : ۲)

"وہی اللہ ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے' ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ آپؐ کی دعوت کا مرکز و محور قرآن حکیم تھا۔ آپؐ نے لوگوں کی ذہنیتیں بدلیں تو اسی قرآن حکیم سے' لوگوں کی سوچ میں انقلاب برپا کیا تو قرآن حکیم سے' ذہن کی تطہیر فرمائی تو اسی قرآن کی آیاتِ بینات سے' تزکیۂ نفس فرمایا تو اسی قرآن کی آیاتِ بینات اس کا ذریعہ بنیں۔ خارج و باطن سب منور ہوئے تو اسی قرآن حکیم کے نور سے۔

وہ کتاب موجود ہے اور آیت زیرِ مطالعہ میں اسی کے اتباع کا ان الفاظِ مبارکہ میں ذکر ہوا:

﴿ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ﴾

"اور اس نور کا اتباع جو اُن (نبی) کے ساتھ اتارا گیا ہے"۔

وہ نور جو آپ ﷺ کے ساتھ نازل کیا گیا وہ نور حضور ﷺ اُمت کے حوالے کر کے گئے' وہ امت کے پاس محفوظ ہے۔ اس کے ساتھ اپنے تعلق کو درست کرنا ہے۔ یہ

آنحضور ﷺ کے ساتھ ہمارے صحیح تعلق کی آخری اور اہم ترین بنیاد ہے۔ یہ وراثت محمدیؐ ہے۔ اس کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم ہے اور اسی کو حبل اللہ قرار دیا گیا ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ ﴾

یہی کتاب اللہ اُمت کے اندر از سرنو اتحاد اور یک جہتی پیدا کرے گی' اسی سے وحدتِ فکر پیدا ہوگی' اسی سے وحدت عمل پیدا ہوگا' اسی سے ہماری جدوجہد یک جہتی کے ساتھ اپنے اصل ہدف کی طرف آگے بڑھے گی۔ اس کتاب کے حقوق کو پہچاننا بھی ہمارے ایمان اور وقت کی ایک عظیم ضرورت ہے' جیسے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے تعلق کی بنیادوں کو پہچاننا ہمارے حقیقی و قلبی ایمان کے لئے ضروری ولابدی ہے۔ یہی درحقیقت میلاد النبیؐ کا اصل پیغام ہے۔ یہی اصل لحۂ فکریہ ہے۔ اس کو از سرنو سمجھیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اور آنحضورؐ کی لائی ہوئی کتاب مبارک کے ساتھ اپنی نسبت کو پوری درستگی کے ساتھ بتمام و کمال از سرنو استوار کریں۔ اس کتاب کو مانیں جیسا کہ اس کے ماننے کا حق ہے۔ اسے پڑھیں جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ اس کو سمجھیں جیسا کہ اس کو سمجھنے کا حق ہے۔ اس پر عمل کریں جیسا کہ اس پر عمل کا حق ہے اور پھر اس کے مبلغ' داعی اور معلم بن جائیں جیسے کہ اس کی تبلیغ' دعوت' تعلیم اور تبیین کا حق ہے۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِهٰذَا

اللہ تعالیٰ ہمیں ان جملہ امور پر عمل کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم نبی اکرم ﷺ کے مشن کی عالمی سطح پر تکمیل کے لئے راست سمت میں پیش قدمی کر سکیں۔ اور وہ وقت آئے جس کے بارے میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا تھا کہ "جب پورے کرۂ ارضی پر اللہ کا دین غالب اور قائم ہو جائے گا جیسے محمد عربی ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں جزیرہ نمائے عرب پر غالب کر دیا تھا' تو وہ وقت ہو گا جب یہ آیۂ مبارکہ اپنی پوری شان کے ساتھ ظاہر ہوگی:

﴿ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ○ ﴾

فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○○

مسئلہ تقلید، اجماع اور قیاس

سے متعلق استفتاء اور اس کا جواب

از : فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل
امام الحرمین الشریفین

سیکر ٹیریٹ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

نمبر ۱۰۔ ۲۹۶ مؤرخہ ۸ر محرم ۱۴۱۶ھ　　　عنوان : سوالات کا جواب

مکرم ڈاکٹر عدنان حکیم حفظہ اللہ تعالیٰ بواسطہ شیخ غلام مصطفیٰ بن عبدالحکیم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کے بعد، آپ کے ۱۹۔ ۷۔ ۱۹۹۵ء کے مکتوب میں بعض سوالات کا جواب طلب کیا گیا ہے۔ اس خط کے حوالہ سے فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل امور مسجد حرام و مسجد نبوی ﷺ کے سربراہ کا مکمل جواب ارسال کرنے پر خوشی محسوس کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے۔

ڈاکٹر احمد محمد مقری : مدیر المجمع الفقهی الاسلامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی ادارہ برائے امور مسجد حرام و مسجد نبوی
مملکت عربیہ سعودیہ

(ڈاکٹر عدنان حکیم کے سوالات کا جواب)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، میں درود و سلام کہتا ہوں محمد ﷺ پر جو ہمارے آقا ہیں اور اس کے بندے اور رسول، نیز آپ کی آل پر اور تمام اصحاب پر۔

سوال (۱): کیا صحابہ کرام' تابعین عظام اور فقہاء امت کا اجماع حجت شرعیہ ہے یا نہیں؟ اور کیا اجماع تشریع اسلام کا تیسرا ماخذ ہے یا نہیں؟ اجماع کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اور بالکلیہ اجماع کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: باتفاق علماء صحابہ کرام کا اجماع حجت شرعیہ ہے۔ اسی طرح تابعین اور فقہاء کا اجماع بھی حجت شرعیہ ہے۔ البتہ اس میں داؤد ظاہری نے اختلاف کیا ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ غیر صحابہ کا اجماع حجت شرعیہ نہیں۔ لیکن حجت ہونے کا قول صحیح ہے' کیونکہ حجیت اجماع کے دلائل عام ہیں' صحابہ رضی اللہ عنہم وغیر صحابہ سب کے اجماع کو شامل ہیں۔ اس لئے صرف صحابہ کرام کے اجماع کو حجت کہنا سینہ زوری ہے' اس پر کوئی دلیل قائم نہیں! کتاب وسنت کے بعد اجماع کو تشریع اسلامی کے مآخذ میں سے تیسرا ماخذ تسلیم کیا گیا ہے۔

دلائل حجیت اجماع

جمہور علماء کے نزدیک اجماع حجت شرعیہ ہے' اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس پر کتاب وسنت کے بہت سے دلائل ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک ذکر کرتے ہیں:

۱) فرمان خداوندی ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۝﴾

(النساء:۱۱۵)

''جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے اور سبیل المؤمنین کے علاوہ کسی دوسرے راستے پر چلتا ہے ہم اس کو اُدھر پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرتا ہے' اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے سبیل المؤمنین کے ترک پر وعید فرمائی ہے۔ اگر یہ حرام نہ ہوتا تو اس پر وعید نہ وارد ہوتی۔ اور اس وعید میں سبیل المؤمنین کے ترک کو اور مخالفت رسول کو جو حرام ہے' جمع نہ کیا جاتا۔ اور جب غیر سبیل المؤمنین کی اتباع حرام ہے تو سبیل

المؤمنین کی اتباع واجب ہو گی۔ اور اجماعی حکم سبیل المؤمنین ہے لہٰذا اس کی اتباع واجب ہے۔

۲) اور سنّت سے دلیل یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپؐ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰـهَ لَا يَـجْمَعُ أُمَّتِيْ أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الضَّلَالَةِ)) [سنن الترمذی' کتاب الفتن عن رسول اللّٰه ﷺ' باب ما جاء فی لزوم الجماعة]

''بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو ۔۔۔ یا فرمایا امت محمد ﷺ کو ۔۔۔ گمراہی پر جمع نہ کرے گا''۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِيْ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ)) [سنن الترمذی' کتاب الفتن عن رسول اللّٰه ﷺ' باب ما جاء فی لزوم الجماعة]

''بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا' اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے کٹا وہ آگ میں پڑا''۔

ان سب احادیث کا اختلافِ الفاظ کے باوجود مفہوم ایک ہے۔ یعنی مجموعی طور پر امت کا خطا سے معصوم ہونا۔ اس سے ثابت ہوا کہ علماء کا اجماع حجت شرعیہ ہے۔ ہمیشہ ان احادیث سے بغیر کسی ردوقدح کے پہلے صحابہ کرام' پھر ان کے بعد والے علماء عظام حجت اجماع کو ثابت کرتے رہے ہیں۔ تا آنکہ بعد میں مخالفین اجماع پیدا ہو گئے۔

منکرین اجماع کا حکم

اجماع قطعی کے منکر کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں:

(۱) مطلقاً اجماع قطعی کا انکار کفر ہے۔

(۲) مطلقاً اجماع قطعی کا انکار کفر نہیں۔

(۳) اگر اجماعی حکم کا دین میں سے ہونا امر قطعی ہو' جیسے پانچ نمازیں' تو اس کا انکار کفر ہے اور اگر اس کا دین میں سے ہونا امر قطعی نہ ہو تو اس کا انکار کفر نہیں۔ تاہم اجماع کی مخالفت جائز نہیں' جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اجماع حجت شرعیہ ہے' اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

سوال (۲) : قیاس کی بنیاد ظن پر ہے اور جس چیز کی بنیاد ظن پر ہو وہ ظنی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ظن کی اتباع سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط﴾ (الاسراء : ٣٦)

''اور اس چیز کے پیچھے مت چل جس کا تجھے علم نہیں۔''

لہٰذا قیاس کے ساتھ حکم بتانا درست نہیں کیونکہ یہ اتباع ظن ہے۔''

جواب : قیاس فقہ اسلامی کے ماخذ میں سے چوتھا ماخذ ہے اور اس کی حجیت کتاب و سنّت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اس پر صحابہ کرام' تابعین اور فقہاء امت نے قرن با قرن عمل کیا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک قیاس پر عمل کرنا واجب ہے' جب کہ داؤد ظاہری اور ان کے پیروکاروں نے اس کا انکار کیا ہے' انہوں نے کہا کہ قیاس حجت شرعیہ نہیں ہے۔ ان کے دلائل میں سے ایک دلیل وہی ہے جس کا آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے۔ علماء نے ان کے دلائل کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ ہم مختصر طور پر بعض جواب ذکر کرتے ہیں۔ اور اگر آپ کو مزید وسعت درکار ہو تو کتب اصولِ فقہ کی طرف مراجعت کیجئے۔ مثلاً علامہ جوینیؒ کی البرهان' امام رازیؒ کی المحصول' الاحکام للآمدی' شرح مختصر ابن حاجب' اصول سرخسی اور عبدالعزیز بخاریؒ کی کشف الاسرار' ان کتابوں میں منکرین قیاس کا تفصیلی رد ہے۔ بہر کیف وہ آیات جن میں اتباع ظن سے نہی کی گئی ہے' ان کا قیاس شرعی سے کوئی تعلق نہیں نہ ان پر منطبق ہوتی ہیں' کیونکہ ان آیات میں جس چیز سے نہی کی گئی ہے وہ ہے عقائد میں ظن کی اتباع۔ رہے احکامِ عملیہ سو اِن کے اکثر دلائل ظنی ہیں۔ اگر ہم اس شبہ کا اعتبار کر لیں تو ہمیں وہ تمام دلائل شرعیہ ترک کرنے پڑیں گے جو ظنی الدلالت ہیں' اور یہ باطل ہے۔ رہا ان کا اللہ تعالیٰ کے فرمان

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ سے استدلال' سواس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت سے مقصود نہی ہے اس بات سے کہ کوئی انسان محل یقین میں امکان تیقن کے باوجود حصولِ یقین سے انحراف کر کے ظن وتخمین پر اعتماد کرے۔ پس یہ نہی قیاس شرعی کو شامل نہیں' کیونکہ فرع واصل کے درمیان علت جامعہ پائے جانے کی وجہ سے حکم کے اعتبار سے فرع کو اصل کے ساتھ لاحق کرنا اس حکم کے قبیل سے نہیں جس سے آیت میں منع کیا گیا ہے' یعنی بغیر علم کے قول کرنا' کیونکہ مجتہد اسی چیز کو اختیار کرتا ہے جو اس کے نزدیک راجح ہوتی ہے اور اس کا اجتہاد اس تک پہنچتا ہے۔

سوال (۳): قیاس شرعی کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: علماء نے قیاس کی حجیت کو کتاب وسنت اور اجماع سے نیز عقلی دلیل سے ثابت کیا ہے۔ ہم ان میں سے بعض ذکر کرتے ہیں۔ اور اگر مزید دلائل معلوم کرنے کا ارادہ ہو تو ان کتب اصول کی طرف مراجعت کی جائے جن کا میں نے منکرین قیاس کے شبہات کے رد میں پہلے ذکر کیا ہے۔ کتاب اللہ سے دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝﴾ (الحشر: ۲)

''اللہ وہ ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا پہلے حشر کے وقت۔ تمہارا گمان نہیں تھا کہ وہ نکلیں گے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے' سو ان پر اللہ کا عذاب ایسے طور پر آیا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے' اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا' وہ گراتے تھے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں' پس عبرت پکڑو اے اربابِ بصیرت!''

محل استدلال اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ ہے۔ وجہِ استدلال

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کو اس عذاب کی خبر دی جو بنونضیر پر نازل ہوا تو ان کو حکم دیا کہ وہ عبرت پکڑیں۔ اور الاعتبار العبور سے مشتق ہے اور العبور کا معنی ہے المجاوزۃ' یعنی گزرنا۔ مقصود یہ ہے کہ اپنے نفوس کو ان پر قیاس کرو کیونکہ تم بھی ان جیسے بشر ہو' اگر تم ان جیسے کام کرو گے تو تمہارے اوپر بھی وہی عذاب اتر پڑے گا جو ان پر اترا۔ پس یہ آیت تمام انواع اعتبار کو شامل ہے۔ اور جب قیاس میں فرع و اصل کے درمیان موجود علت جامعہ کی وجہ سے فرع سے اصل کی طرف مجاوزت ہوتی ہے تو یہ بھی اس اعتبار کے انواع میں داخل ہوگا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

اور سنت سے دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو دریافت فرمایا کہ آپ کیسے فیصلہ کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا: کتاب اللہ کے ساتھ۔ فرمایا: اگر کتاب اللہ میں نہ ہوا تو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر آپ کو سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ ملے تو پھر؟ کہنے لگے: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوتاہی نہ کروں گا۔ رسول اللہؐ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' مسند احمد' ابوداؤد طیالسی)

اور اس کی بہت سے محققین نے تصحیح کی ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فیصلہ کرنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے کتاب و سنت سے اجتہاد کی طرف منتقل ہونے کو درست قرار دیا ہے اور قیاس بھی اجتہاد کے انواع میں سے ایک نوع ہے۔

علاوہ ازیں عمل بالقیاس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ اور ہر وہ امر جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہو وہ حق ہے' اس کا التزام واجب ہے۔ اس کی مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ

عنہ کی طرف اپنا مشہور حکم نامہ تحریری طور پر بھیجا کہ اشتباہ و نظائر کو پہچانیئے اور امور میں اپنی رائے کے ساتھ قیاس کیجئے (سنن کبریٰ بیہقی' الفقیہ والمتفقہ للخطیب)

عقلی دلیل یہ ہے کہ کتاب و سنت کی نصوص محدود اور متناہی ہیں اور لوگوں کو درپیش مسائل غیر متناہی ہیں' کیونکہ ہر زمان و مکان میں نئے مسائل ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ سو اگر ان کے احکام معلوم کرنے کے لئے کتاب و سنت کی نصوص پر قیاس نہ کریں تو وہ بغیر حکم شرعی کے باقی رہ جائیں گے' اور یہ باطل ہے' کیوں کہ شریعت مقدسہ عام ہے اور تمام نئے پیش آمدہ مسائل کو شامل ہے۔ ہر ہر واقعہ کے لئے شریعت میں حکم موجود ہے اور مجتہدین پر لازم ہے کہ وہ استنباط کے قواعد معروفہ کے موافق استنباط کریں۔

سوال (٤): رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے ''جو درست اجتہاد کرے اس کے لئے دو اجر ہیں اور جو غلط اجتہاد کرے اس کے لئے ایک اجر ہے؟''۔

جواب: اس سے مراد حاکم یا قاضی یا عالم مجتہد ہے۔ جب اس نے اجتہاد کیا اور اپنی ممکنہ استطاعت کسی مسئلہ کے حکم معلوم کرنے میں صرف کی' اس کے باوجود اس سے حکم میں غلطی ہو گئی تو وہ گناہ گار نہ ہو گا بلکہ اپنے اجتہاد پر ماجور ہو گا' اور اگر اس نے حق کو پا لیا تو اس کے لئے دو گنا اجر ہو گا' ایک اجر اجتہاد پر دوسرا اصابت حق پر' بشرطیکہ وہ شرائط اجتہاد کا عالم و حامل ہو۔ اور اگر شرائط اجتہاد کا عالم و حامل نہ ہو اور محض تکلف کر کے اجتہاد کرے اور علم کا دعویٰ کرے تو یہ حدیث اس کو شامل نہیں۔

سوال (۵): جب تمام فقہاء مجتہدین کی آراء کسی واقعہ کے ایک حکم پر متفق ہوں تو کیا وہ قانون شرعی ہو جاتا ہے؟ کیا اس کی اتباع واجب ہے؟ یا اس کی مخالفت جائز ہے؟

جواب: جب تمام فقہاء و مجتہدین کسی واقعہ کے ایک حکم پر متفق ہو جائیں تو اس کو اجماع شمار کیا جاتا ہے جس کی مخالفت ناجائز اور اتباع واجب ہے۔ اور جو اس اجماع کی مخالفت کرتا ہے وہ اس وعید کی زد میں آتا ہے جس کو ہم نے حجیت اجماع کے دلائل

میں ذکر کیا ہے۔

سوال (٦): کیا احکام شرعیہ کیلئے قیاس کا چوتھے ماخذ کے طور پر اعتبار کیا جاتا ہے؟

جواب : کتاب وسنّت اور اجماع کے بعد احکامِ شرعیہ معلوم کرنے کے لئے قیاس چوتھا ماخذ ہے۔اس کے ذریعے احکام شرعیہ معلوم کئے جاتے ہیں۔علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں فرمایا ہے: ''مطلب یہ ہے کہ کسی کے لئے بچاؤ نہیں مگر کتاب اللہ میں' یا سنّت نبویہ میں یا علماء کے اجماع میں جب کہ ان میں حکم موجود ہو۔پس اگر ان میں حکم موجود نہ ہوتو پھر قیاس ہے۔اس پر امام بخاری نے ترجمۃ الباب قائم کیا **باب الاحکام التی تعرف بالدلائل و کیف معنی الدلالۃ وتفسیرھا** یعنی یہ بات ہے ان احکام کے بیان میں جو دلائل سے معلوم کئے جاتے ہیں اور دلالت کیسے ہوتی ہے اور اس کی کیا تفسیر ہے؟

(احکام القرآن ۷۔۱۷۲)

سوال (۷) :اس آدمی کا کیا حکم ہے جو کہتا ہے کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا ہے؟

جواب :اگر قائل کی مراد ﴿اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ﴾ والا قیاس ہےتو قائل کا یہ قول درست ہے' کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ' حسن بصری اور ابن سیرین سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا اور غلط قیاس کیا۔اور حکماء نے کہا ہے اللہ کے دشمن نے غلط کہا' کیونکہ اس نے آگ کو مٹی پر فضیلت دی حالانکہ وہ دونوں ایک درجہ میں ہیں کہ وہ دونوں بے جان مخلوق ہیں۔اور اگر قائل کا مقصد قیاس شرعی کا انکار ورد ہے اور اس پر طعن! تو یہ ناجائز ہے' کیونکہ ماہرین علماء کا اجماع ہے اخذ بالقیاس پر اور اجماع کی مخالفت حرام ہے' جبکہ شاذ اقوال کا کوئی اعتبار نہیں۔

سوال(۸) :اسلامی شریعت میں ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید (یعنی تقلید

شخصی) کا کیا حکم ہے؟

جواب : مسئلہ تقلید کے اعتبار سے مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں: (۱) مجتہدین، یعنی وہ علماء جو دلائل سے مسائل مستنبط کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ان کے لئے تقلید جائز نہیں، بلکہ ان پر اجتہاد واجب ہے۔ (۲) عوام، یعنی وہ لوگ جو اجتہاد کی قدرت واہلیت نہیں رکھتے ان کے لئے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید جائز ہے۔ اور تقلید سے مراد یہ ہے کہ فقہی مسائل میں دلیل جانے بغیر مجتہد کے قول کی اتباع کرنا۔ اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (الانبیاء:۷) ''پس پوچھو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے''۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان زخمی صحابی کے مشہور واقعہ میں کہ ''جب وہ نہیں جانتے تھے تو انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا' عاجز آدمی کے لئے بجز سوال کے کسی بات میں شفا نہیں''۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' احمد' حاکم' طبرانی) اور عامۃ الناس کو اجتہاد کا مکلف بنانا متعذر ہے' کیوں کہ اجتہاد کا تقاضا ہے کہ مجتہد میں خاص ذہنی صلاحیت ہو' علم میں پختگی ہو اور لوگوں کے احوال اور وقائع کی معرفت اور طلب علم اور اس پر صبر کی عادت۔ اور اگر سب لوگ ان شرائط کو پورا کرنے کے لئے ان کے حصول میں مشغول ہو جائیں تو کاروبار معیشت باطل ہو جائیں گے اور نظام دنیا درہم برہم ہو جائے گا۔

سوال (۹): کیا یہ آیت کریمہ ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی تقلید پر منطبق ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب : آیت سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے اپنے احبار کو ارباب کی طرح بنالیا' کیونکہ انہوں نے ان کی ہر چیز میں اطاعت کی۔ چنانچہ امام ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت نقل کی ہے' وہ فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس اس حالت میں آیا کہ میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے عدی اس کو اتار پھینک۔

یہ بت ہے'' اور میں نے آپؐ سے سنا' آپؐ نے سورۂ براءت کی یہ آیت تلاوت کی:
﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ﴾
(التوبة: ۳۱) پھر فرمایا: ''خوب سن لو! وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے' لیکن جب وہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تو یہ اس کو حلال سمجھتے اور جب وہ ان پر کوئی چیز حرام کرتے تو یہ اس کو حرام سمجھتے''۔ سو کہاں ائمہ اربعہ اور کہاں وہ احبار جو اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال قرار دیتے ہیں اور اللہ کی حلال ٹھہرائی ہوئی چیز کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ ائمہ اعلام کو ان احبار جیسا سمجھا جائے۔ کیونکہ ان ائمہ نے شریعت اسلامیہ کی خدمت میں اپنی پوری قوت صرف کی اور اس میں اپنی زندگیاں لگا دیں۔ اور ان کے درمیان جو مسائل میں اختلاف ہے وہ درحقیقت اختلاف اجتہادات کی وجہ سے ہے۔ ان کا یہ اختلاف باعث اجر ہے۔ اور یہ کہنا کہ مذکورہ بالا آیت ائمہ اربعہ کو بھی شامل ہے' جھوٹ ہے' بہتان ہے۔ اس کا سبب جہالت عظیمہ ہے۔

سوال (۱۰): کیا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید شرک و کفر کے زمرہ میں داخل ہے؟

جواب: ائمہ اربعہ کی تقلید غیر مجتہد کے لئے جائز ہے' اس کا کفر و شرک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ائمہ اربعہ حق اور دین حق کے داعی ہیں۔ انہوں نے اپنے نفوس کو علم شریعت کے سیکھنے سکھانے کے لئے وقف کر دیا' حتیٰ کہ اس علم کا بڑا حصہ پایا' جس کی وجہ سے ان میں اجتہاد کی قدرت و صلاحیت پیدا ہوگئی۔ سو عامۃ المسلمین جو اُن کے مقلد ہیں' وہ راہِ ہدایت اور راہِ نجات پر ہیں' ان شاء اللہ۔

سوال (۱۱): اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مقلدین شرک اور کفر کرتے ہیں' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا یہ عقیدہ غلط ہے' اس کی قطعاً کوئی بنیاد نہیں۔ اور یہ عقیدہ دلالت کرتا ہے شریعت اسلامیہ سے بڑی

(باقی صفحہ ۴۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

النسخ فی القرآن (۲)

تعریف' اقسام اور منسوخ آیات

کے بارے میں مروی روایات کی استنادی حیثیت

حافظ نذیر احمد ہاشمی

ناسخ ومنسوخ کے اعتبار سے قرآن کی سورتوں کی تقسیم

ناسخ ومنسوخ کی موجودگی وعدم موجودگی کے لحاظ سے قرآن مجید کی سورتوں کی چار قسمیں ہیں:

۱) وہ سورتیں جن میں نہ ناسخ آیت ہے اور نہ منسوخ آیت۔ اور یہ تینتالیس (۴۳) سورتیں ہیں: الفاتحہ' یوسف' یٰسین' الحجرات' الرحمٰن' الحدید' الصف' الجمعۃ' التحریم' الملک' الحاقۃ' نوح' الجن' المرسلات' النبأ' النازعات' الانفطار' المطففین' الانشقاق' البروج' الفجر' البلد' الشمس' اللیل' الضحیٰ' الانشراح' القلم' القدر' البینۃ' الزلزال' العادیات' القارعۃ' التکاثر' الھمزۃ' الفیل' قریش' الماعون' الکوثر' النصر' اللھب' الاخلاص' الفلق' الناس۔

۲) دوسری قسم کی سورتیں وہ ہیں جن میں ناسخ آیت موجود ہے لیکن منسوخ نہیں ہے۔ اور یہ کل چھ ہیں: الفتح' الحشر' المنافقون' التغابن' الطلاق' الاعلیٰ۔

۳) تیسری قسم کی سورتیں وہ ہیں جن میں صرف منسوخ موجود ہے ناسخ نہیں ہے۔ اور وہ چالیس ہیں: الانعام' الاعراف' یونس' ھود' الرعد' الحجر' النحل' بنی اسرائیل' الکھف' طٰہٰ' المؤمنون' النمل' القصص' العنکبوت' الروم' لقمان' السجدۃ' الملائکۃ' الصافات' صٓ

الزمر، فصلت (حم السجدۃ)، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الاحقاف، سورۂ محمد (ﷺ)، قٓ، النجم، القمر، الرحمٰن، المعارج، المدثر، القیامہ، الانسان (الدہر)، عبس، الطارق، الغاشیہ، التین، الکافرون۔

۴) چوتھی قسم کی سورتیں وہ ہیں جن میں ناسخ ومنسوخ دونوں موجود ہیں اور یہ اکتیس سورتیں ہیں: البقرۃ، آل عمران، النساء، المائدہ، الاعراف، الانفال، التوبۃ، ابراہیم، النحل، مریم، طٰـہٰ، الانبیاء، الحج، المومنون، النور، الفرقان، الشعراء، الاحزاب، سبا، المومن، الشوریٰ، القتال (محمد ﷺ)، الذاریات، الطور، الواقعۃ، المجادلۃ، الممتحنہ، المزمل، المدثر، التکویر، العصر[۳۰]

زمانہ نسخ کے اعتبار سے منسوخ کی اقسام

زمانہ نسخ کے اعتبار سے منسوخ کی کئی قسمیں ہیں۔ایک وہ نسخ ہے کہ مامور بہ کا نسخ اس کی بجا آوری سے قبل کر دیا جائے، اور یہی حقیقی نسخ ہے۔ مثلاً نمازوں کی تعداد پچاس سے پانچ ہونا، یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم تعمیل سے قبل منسوخ کر دیا گیا وغیرہ۔

دوسرا نسخ وہ منسوخ حکم ہے جو کہ ہم (امت مسلمہ) سے قبل کی امتوں پر نافذ اور مشروع تھا۔اس کی مثال مشروعیت قصاص ودیت کی آیت۔

تیسرا نسخ وہ ہے جس میں کسی سبب کی بناء پر کوئی حکم دیا گیا، بعد میں وہ سبب زائل ہو گیا تو وہ حکم بھی زوالِ سبب کی وجہ سے منسوخ ہو گیا۔

نسخ کی ان اقسام کو بیان کرتے ہوئے علامہ زرکشی ''البرہان'' میں لکھتے ہیں:

قسم بعضهم النسخ الى ثلاثة اضرب، الاوّل : نسخ المامور به قبل امتثاله وهذا الضرب هو النسخ على الحقيقة، كامر الخليل بذبح ولده و كقوله تعالى : ﴿إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوٰكُمْ

۳۰) البرهان فی علوم القرآن، جلد ۲، ص ۳۴۔۳۳. الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۲، ص ۲۶

صَدَقَةً﴾ ثم نسخه سبحانه بقوله : ﴿ءَ اَشْفَقْتُمْ......﴾ الثّاني : ويسمى نسخا تجوزاً' وهو ما اوجبه الله على من قبلنا كحتم القصاص ولذلک قال عقب تشريع الدية : ﴿ذٰلِکَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ وكذلک ما امرنا الله به امرًا اجماليا ثم نسخ ' كنسخه التوجه الى بيت المقدس بالكعبة...... الثالث : ما امر به بسبب ثم يزول السبب كالامر حين الضعف والقلة بالصبر وبالمغفرة للذين يرجون لقاء الله ونحوه من عدم ايجاب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر...... ثم نسخه ايجاب ذلک وهذا ليس بنسخ فى الحقيقة وانما هو نسأ كما قال تعالى ﴿اَوْ نُنْسِهَا﴾ فالمنسا هو الامر بالقتال ' الى ان يقوى المسلمون' وفى حال الضعف يكون الحكم وجوب الصبر على الاذىٰ (۳۱)

''بعض علماء نے نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں: (۱) وہ نسخ کہ جس میں مامور بہ کا نسخ اس کی بجا آوری سے قبل کر دیا گیا ہو۔ حقیقتاً نسخ بھی یہی ہے۔ جیسے ابراہیمؑ کو اپنے لختِ جگر کو ذبح کرنے کا حکم اور آیت نجویٰ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد 'جب تم اللہ کے رسول سے سرگوشی کرنا چاہو تو اس سے پہلے صدقہ کر لیا کرو' یہ حکم آیت ﴿ءَ اَشْفَقْتُمْ......﴾ سے منسوخ ہو گیا۔ (۲) وہ منسوخ حکم جو ہم سے قبل کی امتوں پر نافذ اور مشروع تھا' مثلاً دیت کی مشروعیت' اور اسی لئے دیت کی مشروعیت کے بعد فرمایا: ﴿ذٰلِکَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ اور اسی طرح ہر وہ حکم جس کا حکم ہمیں اجمالی طور پر اس نے کیا تھا اور پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا' جیسے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے حکم کو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے حکم سے منسوخ کر دیا گیا۔ اور اس دوسری قسم کو نسخ مجازی طور پر کہتے ہیں۔ (۳) وہ حکم کہ جو سبب کی وجہ سے مشروع ہوا تھا اور پھر بعد میں وہ سبب زائل ہو گیا' جس طرح کہ مسلمانوں کو قلت اور کمزوری کے وقت صبر اور درگزر سے کام لے کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا' مگر بعد میں وہ سبب زائل ہو گیا تو اس (صبر و

(۳۱) البرهان فى علوم القرآن' ج۲' ص ۴۱' ۴۲. الاتقان فى علوم القرآن' ج۲' ص ۲۵

درگز روغیرہ) کے وجوب کو منسوخ کر دیا گیا۔ یہ نسخ درحقیقت نسخ نہیں ہے' بلکہ نسأ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَوْ نُنْسِهَا﴾ تو مسلمانوں کی تقویت تک قتال کے حکم کو مؤخر کر دیا گیا اور حالت ضعف میں حکم وجوب صبر علی الاذی ہے''۔

نسخ کی مذکورہ بالا اقسامِ ثلاثہ میں سے قسم اوّل کے بارے میں امام قرطبی فرماتے ہیں:

والحذاق علی جواز نسخ الحکم قبل فعله وهو موجود فی قصة الذبیح' وفی فرض خمسین صلوة قبل فعلها بخمس ......(۳۲)

''ماہرین علم بجا آوری سے قبل ہی کسی حکم کے منسوخ ہونے کے جواز کے قائل ہیں۔ مثلاً اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا حکم تعمیل سے قبل ہی منسوخ کر دیا گیا۔ اسی طرح (معراج کے موقع پر) پچاس نمازوں کی فرضیت تعمیل سے قبل ہی پانچ نمازوں کے عوض منسوخ کر دی گئی......''

بعض علماء کی رائے ہے کہ ناسخ حکم منسوخ سے نرم ہونا چاہئے۔ چنانچہ ان کا قول ہے کہ ''لا یجوز نسخ الشیء الی ما هو اثقل منه'' یہ علماء دلیل میں اسی آیت نسخ ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ کو پیش فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ﴿نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو ناسخ لاتے ہیں وہ منسوخ سے بہتر ہوتا ہے اور یہ تو ظاہر بات ہے کہ ناسخ اگر منسوخ سے اخف ہوگا تب ہی وہ ﴿نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا﴾ کا مصداق بنے گا' کیونکہ اثقل کی صورت میں وہ نہ منسوخ سے بہتر ہوگا اور نہ اس کے مانند۔

امام فخر الدین رازی نے ان علماء کا مسلک اور ان کے شبہات کے جواب میں لکھا ہے:

قال قوم : لا یجوز نسخ الشیء الی ما هو اثقل منه واحتجوا بان قوله تعالیٰ : ﴿نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ ینا فی کونه اثقل' لان الاثقل لا یکون خیراً منه ولا مثله. والجواب : ثم لا یجوز ان یکون المراد بالخیر ما یکون اکثر ثواباً فی الآخرة ثم ان الذی یدل علی وقوعه ان

---

۳۲) الجامع لاحکام القرآن' ج۲' ص ۶۲

اللّٰہ سبحانہ وتعالٰی نسخ فی حق الزناۃ الحبس فی البیوت الی الجلد والرجم، ونسخ صوم عاشوراء بصوم رمضان، وکانت الصلاۃُ رکعتین عند قوم فنسخت باربع فی الحضر اذا عرفت ھذا فنقول : اما نسخ الشیء الی الاثقل فقد وقع فی الصور المذکورۃ واما نسخہ الی الاخف فکنسخ العدۃ من حول الی اربعۃ اشھر وعشر، وکنسخ صلاۃ اللیل الی التخییر فیھا، واما نسخ الشیء الی المثل فکالتحویل من بیت المقدس الی الکعبۃ(۳۴)

''بعض علماء کا کہنا ہے کہ کسی حکم کا نسخ ثقیل کی طرف جائز نہیں ہے۔ اور انہوں نے دلیل میں آیت ﴿نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا اَوْ مِثْلِھَا﴾ کو پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ناسخ کا اثقل ہونا اس آیت کے منافی ہے، کیونکہ اثقل حکم حکمِ منسوخ سے نہ بہتر ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے مانند۔ جواب: آیت کریمہ میں خیر اور مثل سے مراد آخرت میں ثواب کے لحاظ سے ناسخ کا بہتر اور اکثر ہونا مراد ہے، کیونکہ خفیف احکام کو منسوخ کر کے ان کی جگہ اثقل احکام کے نزول کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً زانی کے حق میں حبس فی البیت کے حکم کو منسوخ کر کے کوڑوں اور رجم کے حکم کا نزول، عاشوراء کے روزوں کا حکم منسوخ کر کے رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم۔ آغاز میں نماز دو رکعت تھی (بعض علماء کے نزدیک) اور پھر حالت سفر میں ان دو رکعتوں کا چار رکعت میں بدل جانا۔ جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا صورتوں میں خفیف احکام منسوخ ہو کر ان کی جگہ ثقیل احکام نازل ہوئے ہیں، بلکہ اس کے برعکس بھی ہوا ہے، یعنی ثقیل احکام کا خفیف احکام میں بھی نسخ ہوا ہے۔ مثلاً سال بھر کی عدت کا حکم منسوخ ہو گیا اور اس کی جگہ چار ماہ دس دن کا حکم نازل ہوا۔ اسی طرح صلاۃ اللیل کا لازمی حکم تخییر میں بدل گیا اور نسخ الشیء الی المثل کی مثال بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے میں تبدیل ہو گیا''۔

---

۳۴) التفسیر الکبیر للامام فخر الدین رازی، جلد ۲، ص ۶۴۱۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت سن ۱۴۲۵ھ/۱۹۹۹ء

خلاصہ یہ کہ آیت ﴿نَـاْتِ بِـخَیْـرٍ مِّنْھَـا﴾ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ناسخ منسوخ سے لازماً خفیف ہوگا' کیونکہ مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہو چکا ہے کہ نسخ کبھی اخف سے اثقل کی طرف اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے' بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ناسخ حکم کی تعمیل اُخروی ثواب کے لحاظ سے منسوخ حکم کی نسبت زیادہ ہوگی۔ بالفاظِ دیگر ناسخ حکم کی بجا آوری پر ملنے والا اخروی ثواب اس سے کہیں زیادہ ہوگا جو منسوخ کی تعمیل پر آخرت میں متوقع تھا۔

اور امام قرطبی اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر ناسخ منسوخ کی نسبت اخف ہو تو ''بِـخَیْـرٍ'' کا معنی ہوگا ''نَـاْتِ بـانفع لـکـم ایھـا الـنـاس فی عاجل'' اور اگر ناسخ منسوخ کی نسبت اُثقل ہوگا تو معنی ہوگا ''نَاْتِ بانفع لکم ایھا الناس فی آجل''(۳۴)

ایک اور مقام پر امام موصوف امام رازی کی تائید میں لکھتے ہیں:

قال علماء نا رحمھم اللّٰہ تعالٰی جائز نسخ الاثقل الی الاخف ' کنسخ الثبـوت لـعشـرۃ بالثبوت لاثنین ' ویجوز نسخ الاخف الی الاثقل' کنسخ یوم عاشوراء والایام المعدودۃ برمضان ......(۳۵)

''ہمارے علماء (رحمہم اللہ) کا کہنا ہے کہ اُثقل کا اخف میں نسخ جائز ہے۔ مثلاً دس (کفار) کے مقابلہ میں ثابت قدمی دکھانے کا حکم منسوخ ہو گیا دو کے مقابلہ میں ثابت قدم دکھانے سے۔ اس طرح اخف کا اُثقل میں نسخ بھی جائز ہے۔ جیسے عاشوراء اور ایامِ معدودہ کے روزوں کی فرضیت کا حکم منسوخ ہو گیا رمضان کے روزوں کی وجہ سے''۔

﴿نَـاْتِ بِـخَیْـرٍ مِّنْھَـا اَوْ مِثْلِھَـا﴾ کے تحت علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں بڑی نفیس اور عمدہ بحث کی ہے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم یہاں ضرور اس کا تذکرہ کرتے۔

---

۳۴) الجامع لاحکام القرآن' ج۲' ص ۶۸

۳۵) الجامع لاحکام القرآن' ج۲' ص ۶۵

قرآن میں واقع نسخ کی اقسام

قرآن میں نسخ کی تین قسمیں ہیں:

۱) وہ نسخ کہ جس میں آیت کی تلاوت اور اس کا حکم دونوں معاً منسوخ ہو گئے ہیں۔

۲) حکم منسوخ ہو گیا ہے مگر آیت کی تلاوت باقی ہے۔

۳) آیت کریمہ کی تلاوت منسوخ اور اس کا حکم باقی ہے۔

نسخ کی انہی اقسامِ ثلاثہ کا ذکر تقریباً تمام مفسرین نے کیا ہے۔ چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے:

المنسوخ اما ان یکون ھو الحکم فقط او التلاوۃ فقط اوھما معًا[۳۶]
''منسوخ یا تو صرف حکم ہوگا' یا صرف اس کی تلاوت ہوگی یا تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں گے''۔

علامہ زرکشی نے بھی ''البرہان'' میں ان ہی اقسام کا ذکر کیا ہے۔ اور علامہ سیوطی نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں ان ہی تین اقسامِ نسخ کا بالتفصیل تذکرہ کیا ہے۔[۳۷]

نسخ کی وہ قسم جس میں آیت کریمہ کی تلاوت اور اس کا حکم دونوں منسوخ ہو گئے ہوں' اس کی مثال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جو امام مسلم نے ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"کان مما اُنزل عشر رضعاتٍ معلوماتٍ فنسخن بخمس معلوماتٍ ' فتوفی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی مما یقرأ من القرآن"

مندرجہ بالا روایت میں 'عشر رضعاتٍ معلوماتٍ' کے الفاظ منسوخ التلاوۃ والحکم ہیں' جبکہ 'بخمس معلومات'' کے الفاظ منسوخ التلاوۃ دون الحکم ہیں۔

---

۳۶) التفسیر الکبیر ' ج۱' ص ۶۴۵

۳۷) البرھان فی علوم القرآن' ج۲' ص ۳۵ وما بعد الاتقان فی علوم القرآن' ج۲' ص ۲۶ وما بعد

مندرجہ بالا روایت میں الفاظ "وھی مما یقرأ من القرآن ......" سے بظاہر تلاوت کا رسول اللہ ﷺ کی وفات تک باقی رہنا معلوم ہوتا ہے جبکہ صورت واقعہ اس کے برعکس تھی۔ اس اعتراض کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ "تُوُفّي" سے مراد رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں بلکہ اس کا معنی ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کا وقت قریب آ گیا تھا' یا یہ کہ تلاوت بھی منسوخ ہوگئی تھی مگر سب لوگوں کو یہ بات حضور ﷺ کے بعد ہی معلوم ہوسکی' اس لئے آپ کی وفات کے وقت کچھ لوگ اس منسوخ قرآن کو نادانستگی سے پڑھتے بھی تھے۔ (۳۸)

دوسری مثال وہ روایت ہے جو تفسیر قرطبی میں بایں اسناد و الفاظ مروی ہے:

ذکر الانباری حدثنا ابی حدثنا نصر بن داؤد ......عن ابن شھاب قال : حدثنی ابو امامة بن سھل بن حنیف فی مجلس سعید بن المسیب ان رجلاً قام من اللیل لیقرء سورة من القرآن فلم یقدر علی شیء منھا وقام آخر فلم یقدر علی شیء منھا وقام آخر فلم یقدر علی شیء منھا فغدوا علی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احدھم : قمتُ اللیلة یا رسول اللّٰہ لاقرء سورة من القرآن فلم اقدر علی شیء منھا ' فقام الآخر فقال : وانا واللّٰہ کذٰلک یارسول اللّٰہ ' فقام الآخر فقال : وانا واللّٰہ کذٰلک یا رسول اللّٰہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : انھا مما نسخ اللّٰہ البارحة(۳۹)

"ابن الانباری نے بیان کیا ہے کہ مجھے اپنے باپ نے' ان کو نصر بن داؤد نے ......ابن شہاب سے' ابن شہاب کہتا ہے کہ مجھے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے سعید بن المسیب کی مجلس میں یہ حدیث سنائی کہ ایک شخص رات کو اٹھ کر (تہجد میں) قرآن مجید کی ایک سورت کی تلاوت کرنے لگا تو اسے اس سورت کا ایک حرف تک یاد نہ آیا۔ ایک دوسرا شخص اٹھا تو اس کو بھی اس سورت کا ایک حرف تک یاد نہ آیا۔ ایک تیسرا شخص اٹھا تو اس کے ساتھ بھی یہی صورتِ حال پیش آئی۔ لہٰذا تینوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ان میں سے ایک نے

---

۳۸) البرھان' ج۲' ص ۳۹. الاتقان' ج۲' ص ۲۔ نیز دیکھئے الجامع لاحکام القرآن' ج۲' ص ۶۶

۳۹) الجامع لاحکام القرآن' ج۲' ص ۶۳

کہا: یارسول اللہ! میں رات کو اٹھا اور (تہجد میں) قرآن مجید کی فلاں سورت پڑھنے کی کوشش کی، لیکن مجھے اس کا ایک حرف بھی یاد نہ رہا۔ دوسرے نے کہا: یارسول اللہ! میرے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا۔ تیسرے نے کہا: یارسول اللہؐ! میرے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ سورۃ رات کو منسوخ ہو گئی (دلوں سے محو کر دی گئی)''۔

تیسری مثال طبرانی کی روایت ہے جو معجم کبیر میں انہوں نے ابن عمرؓ سے نقل کی ہے۔

قرأ رجلان سورة اقرء هما رسول الله صلى الله عليه وسلم فكانا يقرآن بها فقاما ذات ليلة يصليان فلم يقدرا منها على حرف فاصبحا غاديين على رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرا ذلک له فقال: انها مما نسخ فالهيا عنها[۴۰]

''دو شخصوں نے ایک سورۃ پڑھی جو خود رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھائی تھی۔ وہ دونوں (نماز میں) اس سورۃ کو پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات وہ دونوں نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو اُن کو اس سورت کا ایک حرف تک یاد نہ آیا۔ صبح سویرے ہی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے شب کا ماجرا بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سورۃ منسوخ شدہ قرآن میں تھی، لہٰذا تم اس کی طرف سے بے فکر ہو جاؤ''۔

نسخ کی مذکورہ بالا صورت کے عقلی جواز کے باوجود قرآن مجید میں اس کے وقوع کی کسی مستند ذریعے سے کوئی معین مثال نہیں ملتی۔ اس ضمن میں جو روایات مروی ہیں وہ زیادہ تر خبر احاد کا درجہ رکھتی ہیں جو ظنی الدلالۃ ہوتی ہیں اور جن سے قرآن حکیم پر ترمیم و اضافہ غیر درست ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ زرکشی نسخ کی اس قسم کے متعلق لکھتے ہیں:

وحكى القاضى ابوبكر فى الانتصار عن قوم انكار هذا القسم، لان الاخبار فيه اخبار احاد، ولا يجوز القطع على انزال قرآن و نسخه باخبار احاد لا حجة فيها[۴۱]

---

۴۰) الاتقان، ج۲، ص ۳۱

۴۱) البرهان، ج۲، ص ۳۹، ۴۰۔ نیز دیکھئے تفسیر المنار، ج۲، ص ۱۵۴ و مباحث فی علوم القرآن، صبحی صالح، ص ۲۶۲ و ما بعد

''قاضی ابو بکر نے ''الانتصار'' میں ذکر کیا ہے کہ کچھ علماء نے نسخ کی اس قسم کا انکار کیا ہے' کیونکہ اس بارے میں جو روایات ملتی ہیں وہ صرف اخبار احاد ہی ہیں اور قرآن مجید کی کسی آیت کے نزول یا اس کے نسخ کے سلسلے میں خبر واحد کی وجہ سے کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا''۔

درحقیقت نسخ کی یہ (مذکورہ بالا) قسم نیز اس قسم کا (کہ جس میں آیت کریمہ کی صرف تلاوت منسوخ ہوگئی ہو' اس کا حکم باقی ہوگا) تعلق نسخ سے نہیں بلکہ ''انساء'' سے ہے۔

نسخ کی دوسری قسم وہ ہے جس میں آیت کا حکم منسوخ ہوگیا ہو مگر اس کی تلاوت باقی ہو۔ اس قسم کی منسوخ آیات کے بیان میں علماء نے مستقل کتابیں تالیف کی ہیں۔ اگرچہ متقدمین نے اس قسم کی منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک بتلائی ہے' کیونکہ ان کے نزدیک نسخ کا مفہوم زیادہ وسیع تھا' چنانچہ وہ عموم کی تخصیص اور مطلق کی تقیید کو بھی نسخ کہا کرتے تھے' جبکہ متاخرین کے نزدیک آیات منسوخۃ الحکم کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ چنانچہ قاضی ابو بکر بن العربی نے پانچ صد آیات کے بجائے ڈیڑھ صد آیات کو منسوخ قرار دیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی اس تعداد کو مزید گھٹا کر بیس تک لے آئے ہیں اور ان کو اشعار میں بھی نظم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

قد اکثر الناس فی المنسوخ من عدد وادخلوا فیہ آیًا لیس تنحصر

''لوگوں نے منسوخ آیات کی تعداد بہت بڑھا کر اس میں بے شمار آیتیں داخل کر دی ہیں''۔

وھاک تحریر آی لا مزید لھا عشرین حررھا الحذاق والکبر

''اور یہ ان آیتوں کی تحریر ہے جن پر کوئی آیت زائد نہیں' صرف بیس آیتوں کو دانا اور بزرگ علماء نے منسوخ لکھا ہے''۔

آی التوجہ حیث المرء کان وان یوصی لاھلیہ عند الموت محتضر

''(ایک) آیت توجہ کہ جس طرف آدمی منہ کرے جائز ہے اور (دوسری آیت) وصیت بوقت جان کنی''۔

وحرمة الأكل بعد النوم مع رفث وفدية لمطيق الصوم مشتهر

''(تیسری آیت) روزہ میں سو رہنے کے بعد پھر سحر کھانے اور عورتوں سے اختلاط کرنے کی حرمت اور (چہارم) روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوئے فدیہ دینا''۔

وحق تقواه في ما صح في اثر وفي الحرام قتال للاولى كفروا

''(پنجم) خدا سے اس طرح ڈرنا جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور (ششم) ماہ حرام میں کفار سے جنگ کرنا''۔

والاعتداد بحول مع وصيتها وان يدان في حديث النفس والفكر

''(ہفتم) ایک سال تک بیوہ عورت کی عدت اور اس کے واسطے وصیت اور (ہشتم) یہ کہ انسان کا غور وفکر اور حدیث النفس کے متعلق بھی مؤاخذہ ہوگا''۔

والحلف والحبس للزاني وترك اولى كفروا شهادهم والصبر والنفر

''(نہم) حلف (دہم) زانی کو قید کرنا (یازدہم) کافروں کو چھوڑ دینا اور ان کی گواہی نہ لینا (دوازدہم) صبر کرنا (سیزدہم) جنگ کے لئے آمادہ ہونا''۔

ومنع عقد لزان او لزانية وما على المصطفى في العقد محتظر

''(چہاردہم) زانی مرد اور زانیہ عورت کے عقد کی ممانعت (پانزدہم) محمد مصطفیٰ ﷺ پر عقد کے بارے میں کوئی بندش نہ ہونا''۔

ودفع مهر لمن جاءت وآية نجواه كذلك قيام الليل مستطر

''(شانزدہم) جس عورت نے بدی کی ہو اُس کا مہر دینا (ہفت دہم) آیت نجویٰ (ہشت دہم) قیام اللیل کا حکم''۔

وزيد آية الاستئذان من ملكت وآية القسمة الفضلى لمن حضروا

''(نہ دہم) استیذان کی آیت (بستم) قسمۃ (تقسیم) کی آیت بھی زائد کی گئی ہے۔[۴۲]

باقی رہا یہ کہ حکم رفع کر کے تلاوت باقی رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ تو اس کا جواب دو وجوہ سے دیا گیا ہے۔

---

۴۲) الاتقان فی علوم القرآن، ج۲، ص ۲۸۔

(اوّل) قرآن مجید کی تلاوت جس طرح اس سے حکم معلوم کر کے اس پر عمل کرنے کے واسطے کی جاتی ہے اسی طرح قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے اس کی تلاوت بغرضِ حصول ثواب بھی کی جاتی ہے۔لہٰذا اس حکمت کے پیش نظر تلاوت باقی رہنے دی گئی۔

(دوم) تلاوت کو اس سبب سے باقی رکھا گیا کہ وہ انعام ربانی اور رفع مشقت کی یاددہانی کرے، یعنی بندوں کو یاددلائے کہ خداوند کریم نے ان پر انعام فرما کر انہیں ان محنتوں سے بچادیا ہے۔ (۴۳)

بقیہ: مسئلہ تقلید، اجماع اور قیاس......

جہالت پر، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے کفر و ایمان، شرک و توحید کے درمیان فرق کیا ہے۔ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ دین کا اتنا حصہ ضرور سیکھے جس کے ساتھ وہ شرک و کفر اور اجتہاد کے درمیان فرق کر سکے۔

سوال (۱۲) : کیا لوگ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید کے محتاج ہیں یا نہیں؟ اور جس مسئلہ میں نص نہ ہو اس میں تقلید گمراہی ہے یا نہیں؟

جواب :اس کا جواب ویسا ہی ہے جیسا ہم نے پہلا تفصیلاً لکھا ہے کہ غیر مجتہد محتاج ہے مجتہد کی تقلید کی طرف اور مجتہد کی تقلید خواہ غیر منصوص مسئلہ میں ہو یا نص کے سمجھنے میں ہو جائز ہے، یہ تقلید گمراہی کی طرف مفضی نہیں ہے، بلکہ اس کا گمراہی سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کا سوال ہے۔

(بشکریہ ''دارالعلوم'' دیوبند)

---

۴۳) الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۳۹

تحریکاتِ اسلامیہ پر
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح
کے اثرات کا ایک جائزہ

مولانا حامد الحق حقانی

جن لوگوں نے حضرت مولانا عبدالحقؒ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا انہیں کیسے بتلائیں کہ مرحوم ایمان و استقامت، علم و عمل، تواضع و تقدس، شفقت و مرحمت، زیبائی و رعنائی اور نور و نکہت کی کتنی دلکش تصویر تھے۔ حق یہ ہے کہ زبان و بیان کا کوئی اسلوب مولانا مرحوم جیسی متاعِ یوسفی کی صحیح تصویر کشی نہیں کرسکتا۔ آہ!

مختصر تاریخ خاندانِ حقانی و حضرت شیخ الحدیثؒ و جامعہ دارالعلوم حقانیہ

حضرت شیخ الحدیثؒ کی ولادت باسعادت ضلع نوشہرہ علاقہ خٹک کے مرکزی قصبہ اکوڑہ خٹک میں محلہ باغبانان کے اپنے قدیم اجدادی مکان میں علاقہ کے مشہور تجارت پیشہ اور زمیندار عالم شخصیت اخونزادہ الحاج حضرت مولانا محمد معروف گلؒ ابن اخونزادہ الحاج حضرت مولانا میر آفتابؒ کے گھر ہوئی۔ یہ خطہ اکوڑہ خٹک ایک ایسے گوہرِ نایاب کے آباء و اجداد (اور بذاتِ خود حضرت شیخ الحدیثؒ مدفون جامعہ حقانیہ) کے اجسامِ مقدسہ کا مسکن و مولد اور آخری آرام گاہ مبارکہ ہے جن کے درخشاں کارناموں کی تاریخ دعوت و عزیمت صدیوں پر محیط ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے یہ بزرگان اور اکابرین پانچویں صدی ہجری میں افغانستان سے سلطان محمود غزنویؒ، سلطان شہاب الدین غوریؒ، پھر احمد شاہ ابدالیؒ (بحکم امام انقلاب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) کی مجاہد افواج کے ہمراہ برصغیر پاک و ہند (ہندوستان) کے جہاد کی غرض سے یہاں تشریف لائے تھے۔ ابتداء میں غزنی، غوڑہ مرغئی نامی علاقہ

سے جو یوسف زئی' خٹک اور دیگر مختلف افغان قبائل کی اصل آماجگاہ تھی' رہبر طریقت' قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے جدالا جداد اور اخونزادہ حضرت مولانا عبدالحمیدؒ کے والد گرامی اور خاندانِ اخوند زادگان صاحبان کے (بزرگ) حضرت مولانا اخوند زادہ عبدالرحیمؒ کے آباء و اجداد سوترہ/کرک (علاقہ خٹک) میں قیام پذیر رہے۔ بعد میں دیگر پشتون قبیلوں کے ساتھ حضرت مولانا اخونزادہ عبدالرحیمؒ اپنے خاندان کے ہمراہ اکوڑہ میں علاقہ خٹک کے مرکزی' علمی' ادبی اور روحانی مقام سرائے' ملک پورہ (اکوڑہ خٹک) میں تبلیغ دین کے سلسلے میں شاہجہانی دور کے مشہور بزرگ شیخ اخ الدین سلجوقی ؒ المعروف اخوند الدین باباؒ (استادِ شیخ رحمکار حضرت کا کا صاحبؒ) کے مزار کے قریب محلوں میں آباد ہوئے۔ تاریخ پاکستان گواہ ہے کہ حضرت اخونزادہؒ کی پانچویں پشت (شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ جیسی عظیم اولاد) اور پھر حضرت شیخ الحدیث کی اپنی اولاد اور خصوصاً آپ کے فرزند اکبر اور جانشین قائد جمعیت علماء اسلام پاکستان (مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم) نے شروع دن سے آج تک اسلامی انقلابی' جہادی' روحانی' تعمیری' تعلیمی' فلاحی' علمی و ادبی' پارلیمانی و سیاسی خدمات کی تاریخ رقم کی۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفوں کے تسلسل کی بے نظیر مثال دارالعلوم حقانیہ ہے۔ ہندوستان کے ممتاز عالم دین مصنف و مؤرخ حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ (علی میاں) کے بقول کہ آج دارالعلوم حقانیہ قافلہ ولی اللّٰہی حضرت سیّد احمد بریلوی شہیدؒ حضرت سیّد اسماعیل شہیدؒ کے خون سے سینچا ہوا گلستان ہے۔ حق و باطل کے مابین تاریخی جنگ اکوڑہ 20 جمادی الاولیٰ 1242ھ بمطابق 20 دسمبر 1822ء و جنگ شیدو 12 جمادی الاخریٰ 1242ھ میں (شہدائے بالاکوٹ کا) مرکزی میدان رہا۔ اور آج ایک بار پھر حضرت شیخ الحدیثؒ کے شاگردوں نے روسی استعمار اور کمیونزم کو شکست فاش دینے کے بعد امریکی اور صہیونی استعمار کو ہمیشہ ہمیش کیلئے شکست فاش دینے کا عزم کر رکھا ہے۔ افغانستان میں پہلے حضرتؒ کے شاگرد مجاہدین نے اور بعد میں آپ کی روحانی

اولاد تحریک طالبان نے امارت اسلامی افغانستان میں پہلی مکمل آزاد خود مختار اسلامی حکومت امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد (اخونزادہ) کی قیادت میں قائم کی۔ان شاء اللہ خدمات کا یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔اللھم زد فزد (آمین)

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عالم اسلام کی اس عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی جامعہ دار العلوم حقانیہ کی ابتداء حضرت شیخ الحدیثؒ کی آبائی مسجد (مسجد قدیم مولانا عبدالحق حقانی) سے ہوئی۔قیام پاکستان کے آغاز میں محلہ ککے زئی اکوڑہ خٹک میں ایک چھوٹی سی کچی مسجد (تاسیسی مرکز) میں تعلیمات اسلامیہ کا مبارک آغاز حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے دست مبارک سے ذیقعدہ 1366ھ بمطابق ستمبر 1947ء میں کیا اور اس اسلامی مدرسہ میں تعلیمات نبویؐ کا سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رکھا۔حضرت شیخ الحدیث کے بقول میں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنے مادر علمی دار العلوم دیو بند کے اسلاف کے طریقہ کے مطابق ایک استاد (محمود اور اکلوتے شاگرد محمود) کی طرح مدرسہ حقانیہ کی بنیاد توکل اور للّٰہیت پر رکھی۔ابتداءً دیو بند کے اسلاف کی طرز پر مسجد میں موجود شہتوت کے درخت کے سایہ تلے اور کبھی مسجد کے کچے برآمدے سے دار الحدیث کا کام لیتے رہے۔آغاز میں مدرسہ کے اکثر اخراجات حضرتؒ کے والد گرامی اخونزادہ الحاج حضرت مولانا محمد معروف گلؒ صاحب جو کہ علاقہ کے تجارت پیشہ اور زمین دار عالم دین شخصیت تھے اور مجاہد اعظم حضرت حاجی ترنگزئی باباجیؒ کے ہمراہ انگریز کے خلاف مشہور تحریک میں معاون تھے' نے اپنے ذاتی اخراجات سے چلایا۔صدیوں سے قائم یہ مسجد تصوف' روحانیت اور قال اللہ اور قال الرسولؐ کے فروغ کے ساتھ ساتھ تحریکات اسلامیہ' انقلابات اور جہاد کا بنیادی مرکز رہی۔(خصوصاً قصبہ اکوڑہ و علاقہ ضلع نوشہرہ) اور سرحد کی غیور اقوام' پاکستان و عالم اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں نے حضرتؒ کا آخر دم تک بھرپور ساتھ دیا۔حضرت شیخ الحدیث نے بھی بغیر کسی دنیاوی نمود و نمائش اور فائدے کے بارہا بحیثیت ممبر قومی اسمبلی اور اپنے فرزند سینیٹر مولانا سمیع الحق کے ہمراہ

اپنے ضلع نوشہرہ کے عوام کی ہر ممکن خدمت کی۔ اپنے حلقہ انتخاب میں کروڑوں روپوں کے حکومتی ترقیاتی منصوبوں کا جال بھی آپؒ نے اور آپ کے فرزند نے اپنے اپنے ادوار میں بچھایا' جس سے آج بھی حلقہ کے لوگ فلاح و بہبود کا کام لے رہے ہیں۔

دارالعلوم ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ اور ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) کا کامل نمونہ

بالآخر شعبان **1954**ء میں ''مدرسہ حقانیہ'' مسجد حقانی سے مستقلاً جی ٹی روڈ شاہراہ پاکستان پر وسیع وعریض رقبہ میں منتقل ہوگیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس درخت کا سایہ ایک عظیم الشان بلند و بالا شجر سایہ دار جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں تبدیل ہو گیا اور اس کے برگ و بار و تازگی و شگفتگی نے ایک عالم کو چھاؤں بخشی اور اس کے اردگرد جمع ہونے والوں کو نئی منزلوں سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ نئی رفعتوں پر پہنچا دیا۔ اگر دارالعلوم دیوبند نے ہندوستان میں انگریزی استعماری قوتوں کے خلاف تحریک آزادی کا علَم جہاد بلند کیا تو اسی کے ایک ہونہار فرزند دارالعلوم حقانیہ نے ہمیشہ پاکستان میں لادینی قوتوں اور خصوصاً افغانستان میں سرخ سامراج روس کو شکست فاش دے کر اسلام کے پرچم کو سربلند رکھنے کا خصوصی اعزاز حاصل کیا۔ جامعہ حقانیہ جسے اکابرین دیوبند نے دیوبند ثانی کا خطاب دیا آج ایک عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی کی صورت میں حضرتؒ کے تقویٰ اور اخلاص کی یادگار ملت کی نئی نسلوں کو فیض یاب کرنے کی خاطر مستحکم بنیادوں پر قائم و دائم ہے' جسے کئی بزرگ شخصیات نے ''خدائی فلاحی اسٹیٹ'' بھی قرار دیا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے شیخ و مربی (اور بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے روحانی فرزند اور جانشین) شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے **1937**ء میں دینی اور عصری علوم کے مشترکہ مدرسہ تعلیم القرآن سکول (حال حقانیہ ہائی سکول واقع حقانیہ) کا افتتاح بھی مسجد قدیم میں فرمایا۔ بعد میں دارالعلوم حقانیہ میں واقع اس سکول کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد شیخ الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے

20 اکتوبر 1958ء کو اپنے دست مبارک سے رکھا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کا تاریخی ذاتی مکان بھی اس مسجد کی پشت پر واقع ہے۔

آپ کی جدائی کے بعد بھی ان تیرہ برسوں میں حضرت شیخ الحدیثؒ (داداجان) کے فیوضات و برکات جامعہ حقانیہ سے نکلی ہوئی تحریکوں پر بدرجہ اتم مرتب ہوتے گئے۔ جامعہ حقانیہ کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کے افغان جہاد میں مصروف العمل شاگردوں کی ایک عظیم قوت طالبان اور مجاہدین اسلام' امارت اسلامی افغانستان کی مضبوط اور مستحکم بنیاد قائم کرنے میں جہد مسلسل سے بالآخر کامیابی و کامرانی سے فیض یاب ہوئی۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالحقؒ نے اپنی روحانی اولاد طالبان کو زندگی بھر بے پناہ دعاؤں سے نوازا تھا۔ پاکستان اور افغانستان' بلکہ پورے عالم اسلام میں اسلامی نظام کے نفاذ اور انقلاب برپا کرنے کا درس دیا تھا۔ آج وہی وعظ و نصیحت اور دعائے نیم شبی رنگ دکھا رہی ہے اور آج طالبان کا سفید پرچم حقانیہ سے لے کر کابل اور مزار شریف پر لہرایا جا رہا ہے۔ شیخ القرآن والحدیثؒ دارالحدیث ہال میں صحاح ستہ کی بابرکت اور متبرک کتب بخاری و ترمذی شریف کے دروس ابواب الجہاد اور ملک بھر میں کی ہوئی تقاریر کے دوران اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان شاء اللہ بہت جلد پاکستان اور افغانستان میں ان دینی مدراس کے وظائف پر گزر اوقات کرنے والے' بے سروسامانی کی زندگی گزارنے والے اور دنیا کے عیش وعشرت کو ٹھکرانے والے منبر و محراب کے بوریا نشین طالبان کی بے مثال اسلامی حکومت قائم ہو کر رہے گی' جس کے ساتھ ہی اس کے جغرافیائی اثرات سے خصوصاً پاکستان' وسط ایشیا اور پورے خطہ میں اسلامی انقلاب کی تحریک زور پکڑے گی۔ چیچنیا' داغستان' تاجکستان اور ازبکستان میں اسلامی تحریکوں کا احیاء اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

پورے تیس برس سے زیادہ پارلیمنٹ میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جمعیت علماء اسلام پاکستان کے پرچم نبویؐ کے سایہ تلے برسر پیکار رہنے والے عظیم پارلیمنٹرین اور ملک و ملت کے روحانی بزرگ و پیشوا حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ گو آج ہماری

نظروں کے سامنے موجود نہیں رہے' لیکن ایک ولی اللہ ملنسار مرد درویش کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلماتِ حق اور اقوالِ زرین طالبان کی صورت میں پورے عالم کی نگاہوں کے سامنے زندہ جاوید تصویر کی صورت میں ایک عظیم مثال بنے ہوئے ہیں۔ پوری دنیا بالخصوص اسلامی ممالک میں تحریکاتِ اسلامیہ زور پکڑ رہی ہیں۔ پچھلے شاطر سیاست باز حکمرانوں کو اپنی ذات اور کرسیوں کو بچانے کے لئے اسلامی نظام کے نفاذ کے خوشنما اعلانات کے نعروں کا سہارا لینا پڑا۔ ان 54 برسوں میں ملک عزیز پاکستان میں حکمران ٹولہ' کرپٹ اور قوم پرست سیاست دان اور چال باز بیوروکریسی کفر کی طاقتوں اور مغربی آقاؤں کے اشاروں پر ناچتے رہے۔ مختلف سابقہ قومی اسمبلیوں میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ' مجاہد اسلام مولانا مفتی محمود' بطل حریت مولانا غلام غوث ہزاروی کے دور میں' پھر ایوان بالا سینٹ میں جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کی جانب سے پیش کئے ہوئے اسلامی قوانین کے فوری نفاذ کے شریعت بلوں اور تحریکات کی تضحیک کی جاتی رہی اور تمسخر اڑایا جاتا رہا۔ آج شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کا پاکستان میں اسلامی انقلاب کا خواب ان شاء اللہ سچا ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ آج ''وہی طبقہ'' پاکستان میں بے پناہ کرپشن اور لوٹ مار کر کے خزانہ خالی کرنے حتیٰ کہ ملک کو دیوالیہ بنانے کے بعد قدرت کی جانب سے مکافاتِ عمل کے طور پر الحمدللہ جیل کی چکیوں میں بند سخت احتساب کے عمل سے دوچار ہے یا جلاوطنی کی زندگی اختیار کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتا ہے۔ مستقبل قریب میں اب اگر احتساب کے نام پر فوجی حکمران اور مشترکہ این جی اوز اور نئے ناظمین کی بلدیاتی حکومتیں صرف اخباری اعلانات اور سیاسی دعوؤں سے عوام کو فریب اور طفل تسلیاں دیتی رہیں تو اس ملک میں نتیجتاً خونی انقلاب جنم لے سکتا ہے' جس سے بچنے کے لئے بالآخر عوامی اسلامی انقلاب ناگزیر ہوگا۔ اس عظیم منصوبے کے سلسلے میں حضرت شیخ الحدیث ؒ کے روحانی فرزندان حقانیہ نے جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے ان کے جانشین اور دفاعِ پاکستان وافغانستان کونسل

کے سربراہ قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب کی قیادت میں اسلامی انقلاب کے مشن کے لئے بھرپور جدوجہد کا عہد کیا ہے۔

حالیہ ایام میں مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں ملک بھر کی چالیس دینی و مذہبی' سیاسی و جہادی اور فلاحی و سماجی جماعتوں کے سربراہوں نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام مسلکی اور علاقائی وسیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک میز پر اکٹھے بیٹھ کر پاکستان اور عالم اسلام خصوصاً افغانستان کے دفاع کے لئے حضرت شیخ الحدیثؒ کے فرزند اکبر مولانا سمیع الحق صاحب کو اس مشترکہ نئی تنظیم دفاع پاکستان وافغانستان کونسل کا سربراہ منتخب کیا۔ بعد میں قائد جمعیت نے عالمی دیوبند کانفرنس اور جمعیت طلبہ اسلام پاکستان کے عظیم کونشن کے بڑے بڑے عوامی جلسوں اور ریلیوں سے خطاب کرتے ہوئے امریکی' یہودی اور صہیونی طاقتوں' منافق حکمرانوں اور سیکولر سیاستدانوں کے خلاف طالبان طرز کی تحریک چلانے کا خاکہ پیش کیا' جس میں مینار پاکستان لاہور پر لاکھوں کی تعداد میں مجاہد نوجوان طالبان پاکستان کی عظیم الشان ریلی منعقد کرنے کا پروگرام بھی شامل ہے۔ طالبان کی بہت بڑی تعداد حضرت شیخ الحدیث اور مولانا سمیع الحق کی براہ راست شاگرد ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کثرت سے فرمایا کرتے تھے کہ روس کے بعد ان شاءاللہ ربّ العزت ان خاک نشین جنود اللہ طالبان اور علماء حق کے ہاتھوں امریکہ اور دیگر لادینی قوتوں کو پاش پاش کردے گا۔

الحمد للہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی عظیم خدمات کا سلسلہ روز بروز پھیلتا چلا جارہا ہے اور پوری دنیا اس بات کی معترف ہوچکی ہے کہ اس دینی تعلیمی درسگاہ نے ایک بڑا انقلاب برپا کردیا ہے۔ یہ انقلاب تعلیمی' دینی' تربیتی' دعوتی' سیاسی اور دیگر شعبوں میں کامیاب رہا ہے۔ پھر خصوصاً روس کے خلاف جہادِ افغانستان کے بارے میں اس کا تاریخی کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اور بعد میں تحریک طالبان کے احیاء اور اس کے پنپنے' پھیلانے میں اس مادر علمی نے اپنے لائق فرزندوں کی ہر ممکن مدد اور رہنمائی کی ہے اور تاہنوز جاری ہے۔

عظمتِ حقانیہ

بقول بعض اولیاء اللہ کے، ہم نے استخارہ میں دارالعلوم حقانیہ کے گیٹ پر قرآنی الفاظ ﴿وَ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا﴾ ''اور جو شخص اس میں داخل ہو وہ امن والا ہو جاتا ہے'' لکھے ہوئے دیکھے جو کہ یقیناً اس عظیم اسلامی مرکز کی حقانیت پر تائید خداوندی کا کھلا ثبوت نظر آتا ہے۔ آج دنیا بھر کی میڈیا سروسز اور انٹرنیشنل نیوز ایجنسیاں وائس آف امریکہ، بی بی سی، سی این این وغیرہ حضرت شیخ الحدیث کے قائم کردہ عظیم علمی و روحانی مرکز دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کو اسلامی تحریکوں اور خصوصاً طالبانِ افغانستان کی تربیتی یونیورسٹی کے نام سے پکار رہی ہیں۔ زمانہ معترف ہے کہ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت شیخ الحدیث کی روحانی اولاد اور دیگر بزرگ اساتذہ کرام و شیوخ نے کبھی مجاہدین طالبان کی جنگی و عسکری تربیت اسلحہ سے نہیں کی بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کی دینی، اخلاقی اور روحانی تربیت کی ہے اور ان طلبہ کو عملی زندگی میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کا درس ضرور دیا ہے، جس کا ثمرہ آج تمام دنیا پر عیاں اور روز روشن کی طرح واضح ہے۔ حضرت دادا جان شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ جیسی انقلابی شخصیات اور روحانی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔

چشمِ حق بیں اندریں عصرِ جدید
ہمسرِ مولانا عبدالحق نہ دید!

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے بعض ذاتی اور مالی و معاشی کوائف پر مشتمل

حسابِ کم و بیش

کا نیا ایڈیشن جسے update کرنے کی خاطر امیر تنظیم کی چار صفحات پر مشتمل ایک تازہ تحریر ''پس نوشت'' اور نائب امیر کا تحریر کردہ مختصر ''ضمیمہ'' کا اضافہ کر دیا گیا ہے،

چھپ کر آ گیا ہے اور مکتبہ انجمن سے حاصل کیا جا سکتا ہے

دبیز سفید کاغذ، صفحات 68، عمدہ طباعت، قیمت فی نسخہ -/15 روپے

خدا سے منحرف مغربیت
دجّالی تہذیب کا بدترین مظہر (۲)

ریاض الحسن نوری ☆

سائنسدانوں کے اعلانات کہ مذہب سے ہی ہماری امیدیں وابستہ ہیں

جدید ہسٹری آف سائنس کا مصنف ڈبلیوسی ڈمپیر Dampier لکھتا ہے:

But, as we are only concerned with the effects of scientific thought, let us turn to another great philosophic mathematician, Whitehead Writes:

The fact of the religious vision, and its history of persistent expansion, is our one ground for optimism. Apart from it, human life is a flash of occasional enjoyments lighting up a mass of pain and misery, a bagatelle of transient experience.

ترجمہ: لیکن یہاں ہمارا تعلق سائنسی نظریات کے اثرات سے ہے۔ پس ہم ایک اور عظیم فلسفی ریاضی دان وسائنس دان وہائٹ ہیڈ کا حوالہ دیتے ہیں' وہ لکھتا ہے: ''مذہبی نظریات اور اس کی لگاتار ترقی کی تاریخ ہماری امید کی بنیاد ہے۔ مذہب کے بغیر انسانی زندگی کبھی کبھی پرلطف تجربوں کی کہانی ہے جن کے بعد درد اور بدحالی کا انبار پیدا ہوتا ہے۔ یہ معمولی درجہ کے تجربات ہیں''(14)۔

جدید ماہر فلکیات رابرٹ جیسٹرو لکھتا ہے:

"The scientist has scaled the mountains of ignorance; he is about to conquer the highest peak" says Dr.Jastrow, "as he pulls himself over the final rock, he is greeted by a band of theologians who have been sitting there for

---

☆ مشیر وفاقی شرعی عدالت وریسرچ سکالر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

centuries".

''سائنس دان نے جہالت کے پہاڑوں پر فتح پالی۔ جب وہ علم کی سب سے اونچی چوٹی پر پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ وہاں مذہبی علماء صدیوں سے بیٹھے ہیں''(15)۔

اس کتاب کے پچھلے سرورق پر لکھا ہے کہ سائنس دانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ کائنات کئی بلین سال پہلے دھماکے سے پیدا ہوئی۔ یہی وحی کردہ کتب میں لکھا ہے۔ گویا زمان و مکان کا خالق خدا ہے۔ سرورق پر ہے: زندہ سائنس دانوں میں یہ سب سے عظیم مصنف ہے۔ گویا مذہب نے سائنس دانوں پر فتح پالی ہے۔

مزید سنئے کہ بیسویں صدی کا مشہور سائنس دان وہائٹ ہیڈ کہتا ہے کہ مذہب اور سائنس کو اکٹھا پڑھنے سے ہی ترقی ہوگی۔(16)

مغربی جمہوریت ظلم ہے

قائداعظم کی مانند اقبال نے بھی مغربی جمہوریت کو برا کہا ہے۔ مثلاً وہ اپنے چھٹے لیکچر صفحہ 179، مطبوعہ شیخ اشرف پر لکھتے ہیں کہ یورپ کی آپس کی غیر روا دار جمہوریتوں کا واحد مقصد امیروں کے مفاد میں غریبوں کا استحصال کرنا ہے۔

برٹرینڈ رسل لکھتا ہے کہ جمہوریت کا مقصد اقتدار بے جا کو روکنا ہے۔ لیکن یہ ہمیشہ کسی بازاری شورش پسند مقرر کا شکار ہو کر خود اپنے نصب العین کو شکست دیتی رہی ہے۔ جمہوریت کی خوبیاں منفی ہیں۔ یہ اچھی حکومت کی گارنٹی نہیں ہوتی بلکہ بعض برائیوں کو روکتی ہے (پاور صفحات 185 وغیرہ) جدید حکمران لوگوں کو باور کرا سکتے ہیں کہ برف سیاہ ہوتی ہے اور جو اسے سفید سمجھتے ہیں وہ ذہنی مریض ہیں(17)۔ بقول رسل ہٹلر اور مسولینی بھی جمہوریت کے ذریعے آئے تھے۔

برٹرینڈ رسل کا مذہبی قوانین کے حق میں اعلان

In the East, men are subject to different laws, according to the religion they profess. Something of this kind is necessary if any semblance of liberty is

to exist where there is great divergence in beliefs.(18)

یعنی مشرق میں لوگ اپنے اپنے مذہبی قوانین کے تابع ہوتے ہیں ۔ اگر آزادی کی رمق بھی باقی رکھنی ہے تو اسی قسم کی چیز کی ضرورت ہے۔

پھر برٹرینڈ رسل نطشے اور نپولین کو دجال کہنے کے بعد لکھتا ہے:

And in this way nationalism, Satanism, and hero-worship , the legacy of Byron, became part of the complex soul of Germany.(19)

یعنی اس طرح قوم پرستی' شیطان ازم اور ہیرو کی پوجا و بائرن کے نظریات جرمنی کی پیچیدہ روح کا حصہ بن گئے۔

پھر لکھتا ہے:

In former days, men sold themselves to the Devil to acquire magical powers. Now a days they acquire these powers from science, and find themselves compelled to become devils.(20)

یعنی پہلے زمانے میں لوگ خود کو شیطان کے ہاتھ بیچ کر جادو کی طاقت حاصل کر لیتے تھے۔ آج کل لوگ سائنس سے طاقت حاصل کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ مجبوراً شیطان بن جاتے ہیں۔

مزید رسل لاک کا قول نقل کرتے ہیں کہ پھر انسانوں کے قوانین کی ضرورت نہ ہو گی کیونکہ خدائی قوانین کافی ہوں گے۔(21)

پھر رسل لکھتا ہے کہ سائنسی تکنیک سے جو فلسفے پیدا ہوئے ہیں ان میں انجام کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ یہ بھی پاگل پن کی ایک قسم ہے۔ آج کل یہ سب سے خطرناک چیز ہے جس کا ہم نے مداوا کرنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ بتاتا ہے:

The problem of a durable and satisfactory social order can only be solved by combining the solidity of the Roman Empire with the idealism of

Saint Augustine's City of God. To achieve this a new philosophy will be needed.[22]

یعنی ایک مستحکم سوشل آرڈر کے لئے ہمیں رومن ایمپائر کی طرح مستحکم حکومت کی ضرورت ہے جس میں سینٹ آگسٹائن کی کتاب ''خدا کا شہر'' کے نظریہ پر عمل کیا جائے۔ اس کے لئے ہمیں نئے فلسفہ کی ضرورت ہوگی۔

اب ظاہر ہے کہ خدا کے شہر میں خدا کے قانون کی حکومت ہی ہو سکتی ہے۔ مزید لکھتا ہے:

Reverence and worship, the sense of an obligation to mankind the feeling of imperativeness and acting under orders which traditional religion has interpreted as Divine inspiration all belong to the life of the spirit.

It is such feeling that are the source of religion, and if they were to die most of what is best would vanish out of life.[23]

یعنی تقدس اور عبادت جیسی چیزیں اور ان کا احساس اور اس بات پر ایمان اور یہ کہ ہم ان احکامات پر عمل کر رہے ہیں جن کو روایتی مذہب' وحی اور الہام خداوندی کہتا ہے' یہ سب چیزیں روحانی زندگی سے متعلق ہیں۔ اگر یہ چیزیں جو مذہب کا منبع ہیں' ختم ہو جائیں تو تقریباً تمام چیزیں عمدہ ترین زندگی سے غائب ہو جائیں گی۔

سقراط نے زہر کیوں پیا؟

ہسٹوریز ہسٹری آف دی ورلڈ بتاتی ہے کہ سقراط نے کہا کہ جمہوریت ظلم اور جبر ہے۔ اس میں بادشاہت اور ڈکٹیٹر شپ کی تمام برائیاں موجود ہیں (دیکھئے جلد چہارم صفحہ 36) بقول برٹرینڈ رسل سقراط نے کہا کہ اے ایتھنز کے لوگو! میں تمہاری عزت کرتا ہوں' تم سے محبت کرتا ہوں' لیکن حکم میں تمہارا نہیں خدا کا مانوں گا' اسی کی اطاعت کروں گا۔ (24)

آ ئن سٹائن لکھتا ہے کہ اسرائیلی پیغمبروں اور عیسیٰؑ کی تعلیمات سے اگر بعد کے راہبوں اور پادریوں کے اضافوں کو خارج کر دیا جائے تو باقی مخلص تعلیم سے انسانیت کی تمام برائیوں کا علاج ہوسکتا ہے۔ (25)

قدیم رومن سیاست دان اور مقرر سائسیرو (Cicero) اپنی ری پبلک میں لکھتا ہے کہ '' قانون ایک ہی ہوگا جو ابدی ہوگا اور جسے کوئی تبدیل نہ کر سکے گا' جو تمام دنیا کے لوگوں کیلئے ہوگا۔ سب کا ایک مالک اور ایک حاکم ہوگا جس کا نام خدا (God) ہے۔ وہی اس قانون کا بنانے والا' اسکی تشریح کرنے والا' اس کو لاگو کرنے والا ہے''۔ (26)

ایڈمنڈ برگ نے برٹش پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ '' قانون صرف ایک ہی ہے جو تمام قوانین پر حکومت کرتا ہے جو کہ ہمارے خالق کا قانون ہے''۔ (ایچ ڈبلیو سی وارڈ (H.W.Seward) نے 11 مارچ 1950ء کو امریکن سینٹ میں اعلان کیا:
'' آئین سے بھی ایک بالا قانون ہے''۔ (27)

امریکن صدر آئزن ہاور کیا چاہتا ہے؟
وہ حضرت عمرؓ کے اصول پر عمل کر رہا ہے

اس عنوان سے ریڈرز ڈائجسٹ مئی 1953ء میں ایک مضمون چھپا تھا۔ ہم مجبوراً اس کے کچھ حصے نقل کر رہے ہیں کیونکہ ہمارا مغرب زدہ طبقہ یورپ کا اتنا ذہنی غلام بن چکا ہے کہ مذہب اور نماز کی تلقین کیلئے بھی مغربی دانشوروں کے حوالے دینے پڑتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے حج کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ گورنروں کا کام عوام کو دین سکھانا' اس پر چلانا ہے۔

ریڈرز ڈائجسٹ میں شائع شدہ انگریزی عبارت کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

> '' جنرل آئزن ہاور نے اپنے لئے مبلغ کے فرائض لے لئے ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ امریکہ میں مذہب پر یقین کو دوبارہ مستحکم کرے تا کہ مذہبی اقدار اور مذہب پر عمل دوبارہ نافذ ہو جائے۔ اس کی یہ خواہش اس لئے ہے کہ وہ مذہبی آدمی

ہے۔ دعا' نماز گرجا میں ضروری ہے۔ اس کی کابینہ کے تمام لوگ مع اپنے خاندانوں کے اس کے ساتھ گرجا جاتے ہیں جن کی کل تعداد 180 ہے۔ اس نے کہا کہ خدا کی مدد ضروری ہے۔ پھر اس نے زراعت کے سیکرٹری کو کہا کہ ہماری نماز میں امامت کرو۔ اس کا قول ہے کہ آزاد حکومت کو تم مذہبی الفاظ کے علاوہ بیان نہیں کر سکتے۔ اس نے زور دے کر کہا کہ تینوں طاقتوں میں سب سے پہلا نمبر روحانیت کا آتا ہے۔ اس کو اقتصادی اور فوجی قوت کے بغیر بطور کلائمیکس کے نہیں لایا جانا چاہئے۔ اس کا مصمم ارادہ ہے کہ وہ اپنی کرسی کی طاقت اور رسوخ روحانیت جاری کرنے میں استعمال کرے گا تا کہ مذہب میں ایمان وعمل پیدا ہو''۔

ہم کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی ہدایت پر آئزن ہاور نے عمل کیا مگر مسلمان حکمران اس پر عمل نہیں کرتے۔

صدر اسحاق کا اعلان

صدر اسحاق نے کہا کہ ہر حکومت اسلام کا نام لیتی ہے مگر اسلام عملاً طاق پر رکھا ہے۔ سوچ کے انداز مؤمنانہ نہیں۔ (28)

سیکولرازم والوں کا قائداعظم کے متعلق دھوکہ

یہ لوگ قائداعظم کو سیکولر ثابت کرنے کے لئے صرف 11 راگست 1947ء کے خطاب کا حوالہ دیتے ہیں جس میں کہا گیا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد ہندو ہندو نہ رہے گا' مسلمان مسلمان نہ رہے گا۔ حالانکہ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ عدلیہ کے سامنے ہندو اور مسلمان میں کوئی تفریق نہ برتی جائے گی۔ سارے بیانات چھوڑ کر اسی کا بار بار ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ قائداعظم نے چند دن بعد 14 راگست کی تقریر میں وضاحت کرتے ہوئے اسے یوں فرمایا: ''اکبر اعظم نے جو غیر مسلموں سے اچھا سلوک کیا تو یہ کوئی نئی چیز نہ تھی۔ یہ تو ہماری تیرہ سو سالہ پرانی سنت ہے جبکہ پیغمبر اسلام نے غیر مسلموں پر فتح پانے کے بعد یہودیوں اور عیسائیوں سے نہ صرف زبانی بلکہ عملاً عمدہ سلوک کیا۔ (29)

پھر 14 رفروری 1948ء کو آپ نے فرمایا کہ میرا یقین ہے کہ ہماری نجات ان سنہری اصولوں میں ہے جو ہمارے لئے ہمارے عظیم قانون دان پیغمبر اسلام نے متعین کر دیئے ہیں۔ (30)

قائداعظم کا اعلان کہ پاکستان کا دستور شریعت اسلامی پر ہوگا

قائداعظم نے 26 جنوری کو بار ایسوسی ایشن کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''عوام کا ایک طبقہ علی الاعلان شرارت پھیلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ پاکستان کا دستور شریعت اسلامیہ کے اصول پر نہیں ہوگا میں نہیں سمجھ سکا کہ یہ لوگ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ شریعت کے اصول بے نظیر ہیں۔ ان کا اطلاق غیر مسلموں پر بھی ہو تو ان کو گھبرانا نہیں چاہئے۔

بات یہ ہے کہ قرآن تو اصل اور سپر آئین ہے۔ سنت خدا کی طرف سے اس کی منظور شدہ تفسیر ہے۔ باقی ساورن کے اپنے الفاظ میں آئین (یعنی قرآن) کے ہوتے ہوئے کسی انسان کو آئین بنانے کا حق نہیں۔ البتہ حالات کے مطابق ذیلی آئین بنایا جا سکتا ہے جو کہ قرآن وسنت کے تابع اور جو قرآن و سنت کی تشریح ہی ہوگا۔ اگر اس کی کوئی شق قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو تو وہ خود بخود کالعدم سمجھی جائے گی۔'' (انقلاب 28 جنوری کراچی میں قائداعظم کا بیان)

9 تا 10 اپریل 1946ء کو نیشنل لیجسلیٹرز کی کنونشن منعقد ہوئی جس میں ممبران اور خود قائداعظم نے جو حلف اٹھایا اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد سورۃ الانعام کی آیت 163 کا انگریزی ترجمہ درج تھا:

"Say : my prayer and my sacrifice and my living and my dying are all for Allah, the Lord of the worlds".

یعنی ''تم کہو کہ میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے''۔

آخر میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 250 کا انگریزی ترجمہ تھا جس میں دعا ہے کہ ''اے خدا ہمیں صبر عطا کر، ہمارے قدموں کو مضبوط فرما اور ہمیں کفار پر فتح عنایت

فرما''۔

"Our Lord! Bestow on us endurance, and keep our steps firm, and help us against the disbelieving people" Amen!

دونوں آیات کا عربی متن بالترتیب درج ذیل ہے:

(1) ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَO﴾

(2) ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَO﴾

اس حلف نامے کی فوٹو سٹیٹ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے جس پر قائداعظم کے دستخط موجود ہیں۔

جدید فلسفی اور محققین کیا کہتے ہیں؟

مشہور جدید فلسفی جوڈ نے یہی اعلان کیا کہ اصل قانون صرف ہمارے خالق کا قانون ہے۔[31]

جرمن محقق ہانس کروسے (Hans Kruse) لکھتا ہے:

This law by its very nature does not recognise any earthly or worldly. law giver and it demands submission even from the highest authorities of the state.[32]

یعنی یہ اسلامی قانون اپنی قدرتی ساخت کی وجہ سے کسی زمینی یا دنیاوی قانون ساز کو تسلیم نہیں کرتا اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت کے تمام بڑے سے بڑے مقتدر اسی کی متابعت کریں۔

نائجیریا کے جج اور بنچ آف انگلینڈ کے ممبر محمد بشیر احمد لکھتے ہیں:

The ruler was His delegate duly elected by His people to perform certain functions and he could be deposed by them if he acted against the Divine Law promulgated as in the Qur'an.[33]

یعنی حکمران خدا کا خلیفہ ہوتا ہے جس کو لوگ خاص کاموں کے لئے چنتے ہیں۔ اور اگر وہ خدا کے قانون جو کہ قرآن میں درج ہے' کی خلاف ورزی کرے تو لوگ اس کو حکمرانی سے ہٹا سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا کتاب کے دیباچہ میں لارڈ پارکر برطانیہ اور آئرلینڈ کے چیف جسٹس لکھتے ہیں:

> *Ruler in Islam is His servant, an ordinary human being like others. The duty of a ruler in Islam is to see that God's Commandments are carried out, and the community as a whole has the responsibility to see that His laws are obeyed.*(34)

یعنی اسلام میں حکمران دوسرے لوگوں کی طرح عام انسان ہوتا ہے۔ حکمران کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ خدا کے احکامات پر عمل ہو رہا ہے؟ اور خود معاشرے کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ خدا کے احکامات پر عمل ہو رہا ہے؟ پھر وہ لکھتے ہیں کہ عوام کا یہ اختیار آج کل ایک سیاسی چیز ہے' مگر اسلام میں یہ ایمان واصول ہے اور اس کی قانونی حیثیت ہے۔

لارڈ لارپنٹ لکھتا ہے کہ ترکی کا حکمران قانونِ خداوندی کی معمولی سی بھی خلاف ورزی کرے تو اس کے تخت کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے' کیونکہ قرآن یا اس کے مذہبی احکامات کی وجہ سے ہی اس کی حکومت قائم ہے۔(35)

پھر لکھتا ہے کہ ترکی میں حکمران قانونِ خداوندی کا پہلا خادم ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کی اپنی ذات سے لے کر کم ترین شخص تک کوئی اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ یہ حق صرف حکمران کو ہی حاصل نہیں بلکہ حدیث کے مطابق ادنیٰ ترین شخص کو بھی یہی حق حاصل ہے۔ پس ترکی میں آئین کی حفاظت ہر شہری کا فرض ہے۔(36)

امریکن دور جدید کا مشہور مؤرخ پال جانسن لکھتا ہے کہ عیسائی مؤرخ کا فرض

ہے کہ وہ سچائی کی پیروی کرے۔ دیگر کتب کے علاوہ اس نے جنگ عظیم اول سے لے کر ۱۹۸۰ء کی تاریخ ماڈرن ٹائمز کے نام سے لکھی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جدید دور تمام تاریخ میں بداَخلاقی، ظلم اور تباہی میں بے مثال ہے۔ وہ مزید لکھتا ہے:

While writing Modern Times I formed the unshakable conviction that man without God is a doomed creature. The history of the 20th century proves the view that as the vision of God fades, we first become mere clever monkeys; then we exterminate one another.

It is a terrifying prospect. But the restoration of that vision of God can arrest it. Society as a whole will be less self-destructive if it stands in awe of moral rules which cannot be changed at the whim of congresses or parliaments or central committees, but which owe their authority to God.(37)

''جدید دور'' (ماڈرن ٹائمز) نامی کتاب لکھتے ہوئے مجھے پختہ یقین ہوگیا کہ خدا کے بغیر انسان کی تباہی یقینی ہے۔ بیسویں صدی کی تاریخ اس نظریہ کو ثابت کرتی ہے کہ جیسے جیسے خدا کا نظریہ ماند پڑتا ہے ہم پہلے چالاک بندر بن جاتے ہیں، پھر ایک دوسرے کی ہستی کو ختم کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت ہی ڈرا دینے والی چیز ہے۔ مگر خدا کی ہستی پر ایمان اس انجام کو روک سکتا ہے۔ معاشرہ کم تباہ کن ہوسکتا ہے اگر ہم ان اخلاقی قوانین سے سہمے اور ڈرے رہیں جن کو کانگریسوں، پارلیمنٹوں اور سینٹرل کمیٹیوں کے وہموں سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور جن کی اتھارٹی خدائی قوانین سے قائم ودائم ہے''۔

مزید لکھتا ہے کہ نماز اور دعا کے ذریعے ہی خدا کی مہربانی حاصل ہوسکتی ہے۔ خدا پر یقین ہی معاشرے کو شریف اور عمدہ بنا سکتا ہے۔(38)

(جاری ہے)

حواشی

14) جدید ہسٹری آف سائنس ص 496' 497
15) کتاب کا نام ''خدا اور ماہرین فلکیات'' مطبوعہ وارنر بکس 1980ء
16) ڈبلیوسی ڈیمپیر' اے ہسٹری آف سائنس' ص 296' 297
17) دی امپکٹ آف سائنس آن سوسائٹی' ص 33

18) *Political Ideals : 53*
19) *A History of Western Philosophy:752:A Clarion Book, 1967*
20) *Power : 24*

21) مغربی فلسفہ کی تاریخ' ص 615

22) *A History of Western Philosophy : 494, 495*
23) *Priciples of Social Recostruction : 144. 1968 edition*

24) ہسٹری آف ویسٹرن فلاسفی' ص 87
25) ہینڈ بک آف ٹوئنٹیتھ سنچری کوٹیشنز' ص 295
26) ''ڈیموکریسی کیا ہے؟'' ص 28۔ اس کا دیباچہ کولمبیا یونیورسٹی کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر گریسن کرک نے لکھا ہے۔ جدید دور کے انسائیکلوپیڈیا مذہب میں قانون (Law) کے تحت یہ دیکھا جا سکتا ہے۔
27) پین گوئین ڈکشنری آف کوٹیشنز' ص 80' 308
28) روزنامہ جنگ' چھ تمبر 1989ء

29) *Speeches as Governor General; pp14,15*

30) جاوید اقبال: آئیڈیالوجی آف پاکستان' ص 5
31) فلاسفی' ص 140' 141 مطبوعہ پریمئر بک' 1965ء

32) *Foundations of Islamic Jurisprundence, p:3 published by Pakistan Historical society.*

33) دیکھئے ''جوڈیشیل سسٹم آف دی مغل ایمپائر'' صفحہ 43
34) جوڈیشل سسٹم آف دی مغل ایمپائر' ص 16
35) ٹرکی' اٹس ہسٹری اینڈ پروگریس'' ج 1' ص 358' مطبوعہ 1854)
36) ٹرکی' اٹس ہسٹری اینڈ پروگریس' ج 2' ص 65
37) ریڈرز ڈائجسٹ' اگست 1985ء صفحہ 88)

38) ریڈرز ڈائجسٹ' بابت اگست 1985ء' ص 86' 88 عنوان: میرے لئے خدا پر ایمان کیوں ضروری ہے!)

تعارفِ کُتب

تبصرہ نگار: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

(ا)

کتاب	:	سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق'' صاحب
مصنف	:	مولانا عبدالقیوم حقانی
صفحات	:	320
قیمت	:	درج نہیں
ناشر	:	القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد' نوشہرہ' سرحد' پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق'' کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ برصغیر کے صف اول کے علمائے حق میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا انتقال 1988ء میں ہوا۔ انہوں نے راسخ العلم شیوخ سے کسب فیض کیا جن میں مولانا حسین احمد مدنی'' اور مولانا اعزاز علیؒ جیسے معروف علماء شامل تھے۔ علم حدیث کی جانب آپ کا خصوصی رجحان تھا۔ یہاں تک کہ شیخ الحدیث کے نام سے ہی آپ معروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی فضیلت کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی عظمت عطا کی۔ ایک دارالعلوم کے منتظم ہونے کے ساتھ آپ قومی اسمبلی کے رکن بھی رہے اور دونوں ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ پورا کیا۔

مصنف نے اس کتاب میں شیخ الحدیث کے سوانح حیات کو یکجا کر کے پیش کر دیا ہے جو قارئین کے لئے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ کتاب چوبیس ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب آپؒ کے حالات زندگی' کمالات علمی اور عظمت کردار کے کسی ایک پہلو کو اجاگر کر رہا ہے۔ مصنف کی یہ کوشش قابل تعریف ہے۔ اپنے اسلاف کے ساتھ جڑے رہنا اور اُن کی زندگیوں کے تابناک پہلوؤں سے کردار سازی میں راہ نمائی حاصل کرنا ایک زندہ روایت ہے۔ یہ تصنیف اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

کتاب ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مزین ہے' تاہم کہیں کہیں پروف ریڈنگ کی غلطی بھی ملتی ہے۔

(۲)

کتاب : تعلیمات حکیم الا مت (حصہ اوّل)
مصنف : محمد موسیٰ بھٹو
صفحات : 312
قیمت : درج نہیں
ناشر : سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ 400بی لطیف آباد نمبر 4 حیدر آباد

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ معروف عالم دین' بہت بڑے واعظ وخطیب اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے زندگی کے ہر پہلو پر لکھا ہے۔ آپ کا بہت بڑا کارنامہ آپ کے وہ وعظ ہیں جو آپ نے نہایت آسان زبان میں خداداد صلاحیت کے ساتھ عوام الناس تک پہنچائے ہیں۔ ان مواعظ میں جہاں عام لوگوں کیلئے راہ نمائی کا سامان موجود ہے وہاں اہل علم ودانش بھی اُن سے یکساں مستفید ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی مثالوں کے ساتھ بڑے بڑے مسائل سمجھانا آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ جناب محمد موسیٰ بھٹو نے بڑی کاوش کے ساتھ حکیم الامت کے مختلف مواعظ سے اقتباسات اکٹھے کر کے انہیں اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔ مرتب نے ان اقتباسات کو نہایت سلیقے کے ساتھ ترتیب دے کر قاری کے لئے استفادہ آسان تر بنا دیا ہے۔ اکثر اقتباسات آب زر سے لکھنے اور ذہن میں محفوظ رکھنے کے قابل ہیں۔ اگر اس کتاب کو نورانی کرنیں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا' کیونکہ عام قاری قدم قدم پر دلپذیر پند ونصائح سے اپنے قلب وذہن کو منور کرتا ہے۔ چونکہ انداز نہایت مؤثر اور دلائل انتہائی مضبوط ہیں اس لئے ہر نصیحت دل میں اترتی جاتی ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں دنیا کو دھوکے کا سامان کہا گیا ہے' اس بات کو مولانا کس انداز میں سمجھاتے ہیں۔

> ''دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوڑے پر سبزہ جما ہوا' جسے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ ایک چمن ہے اور اس کے ظاہری رنگ وروپ کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جائے اور جب وہاں پہنچے تو گندگی بھری ہوئی نظر آئے۔ یہی حال دنیا کا ہے کہ اس کا ظاہر تو بہت بھلا ہوتا ہے مگر اس کے اندر نجاست بھری ہوئی ہے...........''

کتاب حکمت وموعظت کا خزانہ ہے۔ اس کا مطالعہ کسی صورت رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ اخلاق وکردار پر نہایت اچھے اثرات مرتب کرے گا۔ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ شایان شان طریقہ پر نہیں کی گئی۔ اس لئے کئی جگہ املا کی اغلاط ملتی ہیں۔

(۳)

کتاب	:	منہاج العقائد (تصوف عقائد کی روشنی میں)
مصنف	:	آفتاب کریمی
صفحات	:	326
قیمت	:	درج نہیں
ناشر	:	424۔بی۔آئی۔بی کالونی کراچی

منہاج العقائد میں شریعت اور طریقت پر گفتگو کرنے کے بعد مصنف نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ شریعت اور طریقت ایک ہی راستے کے دو نام ہیں' مگر صوفیاء کے ایک طبقے نے طریقت کو شریعت سے آزاد کر کے ایسے ایسے الفاظ زبان سے ادا کئے ہیں جو کتاب وسنت کے صریح مخالف ہیں' یہاں تک کہ اُن کی کوئی تاویل یا توجیہہ بھی نہیں ہوسکتی۔ مصنف کے نزدیک کتاب وسنت سے متصادم قول یا فعل کسی کا بھی ہو وہ باطل ہے بلکہ اُس کی تردید ضروری ہے۔ خاص طور پر کچھ کتابیں ایسی ہیں جو مسلمان صوفیاء نے لکھی ہیں' معروف ہیں' شائع ہو رہی ہیں اور اُن میں کفریہ کلمات درج ہیں۔ ایسی کتابیں گمراہی اور ضلالت پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔ مصنف نے ایسی کتابوں کی ایک فہرست دی ہے اور کچھ کے اقتباسات بھی دیئے ہیں جو غلیظ کفریہ کلمات پر مشتمل ہیں۔ ایسے کفریہ کلمات کو یہاں نقل کرنے سے بھی طبیعت ابا کرتی ہے کیونکہ اُن میں قرآن' خانہ کعبہ' اللہ تبارک وتعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق انتہائی گھٹیا' جھوٹی اور ہتک آمیز باتیں درج ہیں۔ مصنف واضح طور پر اس بات کا قائل ہے کہ شریعت کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ اس عقیدے کے حق میں قرآن وسنت سے مضبوط اور قوی دلائل دیئے گئے ہیں۔

اگرچہ بعض متنازعہ فیہم باتیں بھی کتاب میں آ گئی ہیں تاہم مجموعی طور پر مصنف کی یہ کوشش قابل قدر ہے اور شریعت اور طریقت کو الگ الگ سمجھنے والوں کے لئے راہ راست کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

کتاب میں مصنف نے ایک جگہ علم جفر اور علم الاعداد پر بڑی معلومات افزا باتیں لکھی ہیں۔ مصنف نے لکھا ہے کہ اُسے متعدد بار خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے' ایک دو خوابوں کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ پر مناسب توجہ نہیں دی گئی اس لئے کتاب میں بے شمار اغلاط ہیں۔ آیاتِ قرآنی میں جگہ جگہ غلطیاں ہیں جو قاری کی طبیعت پر گراں گزرتی ہیں۔

(۴)

نام مجلّہ : الفرید (سہ ماہی)
مدیر مسئول : مولانا حسین احمد صدیقی
سرپرست : مفتی اعظم حضرت مولانا محمد فرید دامت برکاتہٗ
سالانہ چندہ : 60روپے
ملنے کا پتہ : دارالعلوم صدیقیہ، زروبی، ضلع صوابی، سرحد پاکستان

مجلّہ الفرید دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی سے شائع ہونے والا سہ ماہی مجلّہ ہے۔ دارالعلوم صدیقیہ ایک معروف دینی ادارہ ہے جہاں علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس کا معیاری انتظام ہے اور بلند پایہ علماء شیخ الحدیث مفتی اعظم مولانا محمد فرید صاحب کی زیر سرپرستی طلبہ کو قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر علوم کی تعلیم دیتے ہیں۔

الفرید ایک معیاری رسالہ ہے جس میں تبلیغی، اصلاحی اور تحقیقی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ مسلکی اعتبار سے یہ دیوبند مکتب فکر کا ترجمان ہے۔ رسالے کی کمپوزنگ کو معیاری اور خوبصورت بنانے کی ضرورت ہے۔ اس سارے کام میں موجودہ دور کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال انتہائی ضروری ہے تاکہ رسالہ معنوی حسن کے ساتھ ساتھ حسن ظاہری سے بھی مالا مال ہو اور اس کی قوت تاثیر دوبالا ہو جائے اور اس کی افادیت کا دائرہ مزید وسیع ہو سکے۔ میرے سامنے اس وقت الفرید مئی تا جولائی 2001ء کا شمارہ ہے جس کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ میں تساہل نمایاں نظر آتا ہے۔

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گیا ہے۔ یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ یہودی آج عالمی عیسائی طاقتوں کو کٹھ پتلیوں کی طرح اپنی انگلیوں پر نچا رہے ہیں۔ یہ سب تیاری دراصل کفر و اسلام کے اس آخری معرکے کی ہے کہ جس میں تمام شیطانی قوتیں مجتمع ہو کر پوری مادی تیاری کے ساتھ حق کی ان قوتوں کے ساتھ نبرد آزما ہوں گی کہ جو بے سروسامانی کے باوجود اللہ پر ایمان و یقین اور توکل و اعتماد کی دولت سے مالا مال ہوں گی چنانچہ بالآخر غلبہ اور فتح اہل حق ہی کا مقدر بنے گی۔

تاہم اس سارے معاملے میں شرمناک ترین کردار مفاد پرست اور مادی سوچ رکھنے والے مسلمان حکمرانوں اور ان کی کاسہ لیسی کرنے والے ان نام نہاد مسلمان دانشوروں اور سکالرز کا ہے جو امریکہ اور اس کی حواری مغربی طاقتوں کی واضح دھونس اور دھاندلی کو جواز بخشنے کے لئے اپنی عقل و خرد کی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر بے سروپا دلائل فراہم کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں...... ان میں سے بعض علم و دانش کے مدعی' سرکاری درباری ملا کا کردار ادا کرتے ہوئے امریکہ کے ساتھ تعاون کے حکومتی فیصلے کی تائید و حمایت میں حکمت و دانش کے ایسے ''درخشاں موتی'' چن چن کر عوام کے سامنے لا رہے ہیں کہ سر پیٹنے کو جی چاہتا ہے۔ یہ لوگ اس شعر کا مصداق کامل بن چکے ہیں کہ ؂

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں　　ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

ہم اپنے ان حکمرانوں کی خدمت میں بصد ادب عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو امریکی دھونس کے آگے سربسجود ہو گئے ہیں اور پڑوسی برادر اسلامی ملک کہ جہاں اللہ کی حاکمیت اور قرآن و سنت کی حکمرانی کا نفاذ بالفعل ہو چکا ہے' کے خلاف امریکہ کے وحشیانہ اور دہشت گردانہ اقدام کے ساتھ تعاون کی ایسی پالیسی پر عمل پیرا ہیں' کہ اللہ کے باغیوں اور شیطان کے ایجنٹوں کا ساتھ دے کر اپنی عاقبت برباد اور ملت اسلامیہ پاکستان کی منزل کھوٹی نہ کریں...... طالبان اگر اللہ پر توکل کرتے ہوئے بے سروسامانی کی حالت میں دنیا کی سپریم پاور امریکہ کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے ہیں تو ہم ایٹمی صلاحیت کے حامل ہو کر اس بزدلی اور بے غیرتی کا مظاہرہ تو نہ کریں...... ہم پورے دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے حکمران آج بھی اگر پورے خلوص و اخلاص کی ساتھ اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری کا عہد کرتے ہوئے طاغوتی طاقتوں کے سامنے ڈٹ جائیں تو اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہو جائے گی۔ قرآن کا یہ پیغام ہمارے سامنے رہنا چاہئے: ''اگر اللہ تمہاری مدد کرنے لگے تو دنیا کی کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آ سکتی''۔ پاکستان کی دینی جماعتوں کے سربراہان سے بھی ہماری درخواست ہے کہ وہ کسی ذاتی یا جماعتی مفاد کو خاطر میں لائے بغیر اپنی تمام قوتوں کو مجتمع کریں اور باطل کے خلاف فی الواقع ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی　　دوڑو! زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اسلامی قانون میں ارتداد کے مفہوم' اس کے موجبات اور اثرات ونتائج کو جاننے کے لئے
مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام حال ہی میں شائع ہونے والی نئی کتاب

اسلامی قانون ارتداد

کا مطالعہ کیجئے

مولف

جسٹس (ر) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن

مؤلف نے یہ کتاب اسلامی قانون میں مرتد کی سزا' مالی تصرفات پر پابندی' وصیت ومیراث سے محرومی اور اس کی اولاد کے بارے میں متعلقہ احکام پر مرتب کی ہے۔ ان احکام کو قرآن و حدیث اور چھ اسلامی فقہی مکاتیب (حنفیہ' مالکیہ' شافعیہ' حنبلیہ' ظاہریہ اور شیعہ جعفریہ) کی مستند کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے۔

کمپیوٹر کمپوزنگ' رنگین سرورق' صفحات: 116' قیمت: -/48 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ فون: 03-5869501